اوم

حسب الحکم شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب

تصنیف کو سماج کی بنیاد پر صرف + پرکاش وید پاک کا پہونچانا ہے طرف

آریہ مسافر

بابت ماہ فروری سنہ ۱۹۰۶ء

بیادگار دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی آریہ مسافر

فہرست مضامین

ایڈیٹر مہاشہ وزیر چند

مطبوعہ ستیہ دھرم پرچارک جالندھر شہر

آریہ مسافر

جالندھر شہر (پنجاب) سے انگریزی مہینے میں ایکبار شائع ہوتا ہے ویدک دھرم کے عالمگیر اصولوں کی فلسفانہ و محققانہ طریق پر تائید کرنا اور ویدادی ستیہ شاستروں کی عام فہم ترجمے سلیس اور بامحاورہ اردو میں شائع کرنا اور دنیا کی مت متانتروں کی بلا رو رعایت اصلیت ظاہر کرنا اسکا خاص مقصد ہے اسمیں تحقیقی اور علمی مضامین بھی نکلتے رہتے ہیں عرصہ سات سال سے بڑی کامیابی کیساتھ نکل رہا ہے رسالہ کا حجم (۲۰×۲۶) کی تقطیع پر معہ سرورق ۱۰۰ صفحہ کا ہے قیمت معہ محصولڈاک تین روپیہ ہے اس حجم کا کوئی اور رسالہ ایسی لکھائی اور چھپائی کیساتھ ان قیمتوں پر نہیں دیا جاتا۔

درخواست خریداری کے ساتھ ایک سال کی قیمت

یا ویلیو پے ایبل کی اجازت آنی چاہیے ما بعد کا

کوئی حساب نہیں

سالانہ چندہ تین روپئے

المشتہر

وزیر چند ایڈیٹر و منیجر

اوم

دھرم ویر پنڈت لیکھرام

تمہید حرکت کے ذریعہ قوتوں کے جو اثرات ذہن پر پڑتے ہیں اُنکو اچھی طرح کچھہ وہی جانتے ہیں جو دنیا و مافیہا کو سرسری نہیں بلکہ غور اور تلاش کی نظر سے دیکھنے کے عادی ہیں۔ پتے درختوں سے گرتے اور کنکوے آسمان سے باتیں کرتے کسنے نہیں دیکھے اُبلتی ہوئی ہنڈیا سے پانی کی بھاپ اور چینی ڈھک دینے سے اندرونی سطح پر اُسی سے قطرہ آب بنتے ہوئے کسنے نہیں دیکھے۔ مگر یہ نیوٹن اور اڈیسن جیسوں کا ہی کام تھا کہ اُنکی علت غائی تک پہونچکر سینکڑوں اور ہزاروں طرح کی مشینوں کی ایجاد کے موجب ہوئے۔

پچاسوں بابو اور سینکڑوں کلرک روزانہ لاکھوں الفاظ تاروں پر سوار کرا کے ہزاروں اور لاکھوں میل کا سفر کراتے رہتے ہیں مگر یہ فرینکلن کا ہی کام تھا کہ بجلی کو خادم بنانے کی ترکیب دنیا کو بتا جاوے۔

سورج کی گرم شعاؤں اور چاند کی ٹھنڈی کرنوں سے کسکا واسطہ نہیں پڑا۔ کالی کالی اندھیری رات میں جبکہ ہاتھ تک سجھائی نہیں دیتا گھر سے باہر قدم نکالتے کسکا دل

نہیں ورہا کا۔ مگر یہ مہرشی دھنونتری سوریہ رشی اور بھاسکر آچاریہ کا ہی دل گردہ تھا کہ طرح طرح کی مرضوں کا علاج قسم قسم کے پودوں سے واقفیت اور لاکھوں میلوں کے فاصلہ کے حالات بتا کر مختلف قسم کے ضروری اور مفید علوم کا رواج دے گئے۔

پس

اسمیں ذرا کلام نہیں کہ موجودات (عالم) کے اندر معمولی حرکات کو ایک سلسلہ میں باندھ کر غور کرنے والے عام لوگ نہیں ہوتے بلکہ خاص خاص آتمائیں جو پہلے سے ہی عمدہ دل و دماغ کی مالک ہوتی ہیں مختلف زمانوں اور ممالک میں پیدا ہوکر پبلک کے آرام اور ازدیاد مسرت کے باعث ہوا کرتی ہیں۔

ہمارا دعوے ہے اور کافی مصالحہ شہادت کیلئے موجود ہے کہ بڑے بڑے ہیرے گو مختلف اوقات میں دنیا کے مختلف حصوں میں پائے جاتے رہے ہیں مگر کوہ نور اگر ملا ہے تو ہندوستان سے۔ تاہم پرانی باتوں کو چھوڑکر ذرا انیسویں صدی پر ہی نظر ڈالئے جسکو ختم ہوئے ابھی پانچ ہی سال گذرے ہیں تو پتہ لگیگا کہ مغرب نے میکس مولر۔ شوپن ہار اور ہربرٹ سپنسر پیدا کرکے اگر دنیا کی زینت میں حصہ لیا ہے۔ مشرق نے میکاڈو اور اُسکے ہم جلیسوں سے اگر شوبھا کو بڑہایا ہے اگر امریکہ نے روزویلٹ کے ذریعہ کچھ امن و امان قائم کردیا ہے تو یہ نیم جان اور بیکس آریہ ورت ہی ہے جسنے دنیا کے ان چمکدار ستاروں کا سرتاج اور طوفان بے تمیزی کی سیاہ رات کا ویدک چاند (دیانند) اس آب وتاب سے چڑہایا کہ تمام دنیا پر باہنگی مگر باستقلال جگمگانے والی کرنیں چھوڑ رہا ہے۔

تمام دنیا کو جانے دیجئے ذرا اپنے پیارے وطن ہمارے آریہ ورت کو ہی دیکھئے جہانکہ چاروں طرف بیواؤں کی آہ وزاری اور یتیموں کی ہاہا کار ہوائی پردوں کو چیرتی ہوئی دل میں نشتر کیطرح چبھ جاتی ہے مستورات کی بے کسی انکی جہالت اور سب سے بڑھکر انکی پست خو صلگی بڑے سے بڑے ریفارمر کو بھی آٹھ آٹھ آنسو رلا رہی ہے بے زبان مظلوموں کی چیخیں اگر جگر میں ناسور کئے دیتی ہیں تو حرام کاری نشہ بازی اور عیاشی عمارتِ جسم کو ہی سرے سے پامال کر رہی ہیں۔ آپس کی پھوٹ اور بیشمار رستوں کے تبروں نے اگر زخم پر زخم لگایا ہے

تو مغرب کی مادہ پرستی مردم پرستی اور اُسکی جلا وطن کی ہوئی فاقہ مستی کے ستھرہ رنگ دروغن بورانوں کی بداخلاقی - عجائب پرستی اور مُردہ نوازی کے چہرہ کو اور بھی اُبھار کر دکھا رہے ہیں۔

ایسی

خوفناک اور نازک حالت میں آکر ویدک سورج کی روشنی جذب کر کے ویدک گیان و کرم کانڈ کا سہارا ولایا تو دیانند نے اگر بلا رور عائت اور نڈر ہو کر ان تمام خرابیوں کو جڑ سے اوکھاڑ پھینکنے کا درست و صحیح طریق بتایا تو دیانند نے اگر گیان (علم) بل (طاقت) اور کریا (حرکت) کے سرچشمہ پرماتما سے گیان - بل اور کریا کی پرارتھنا کرتے ہوئے گیان اور بل پورک کرم کرنیکا اُپدیش دیا تو دیانند نے اگر کھوکھلے الفاظ اور بے معنی جوش سے پرہیز کر کے عوام الناس کو برہمچریہ سے بل اور کامل و راستباز اُستادوں کے ذریعہ صحیح علم وہنر حاصل کرنے کے قابل بنانے کا ایک ماتر طریق (گروکل و ویدپرچار) بتایا تو دیانند نے - اور اسلئے کہا جاسکتا ہے کہ مُردہ ہندوستان کو اگر ایک ہی ٹھوکر سے جگا دیا تو رشی دیانند نے !! !! !! !!

چوبیس سال ہوئے کہ اس ویدک گیان کے بھنڈار - برہمچریہ کی جیتی جاگتی مورت اور ویدک سچائی کے عاشق نے ۱۸۸۳ء کے اختتام سے پیشتر اپنا مشن چند ایک ایسی آتماؤں کے سپرد کیا جنہیں کام کرنے کے لئے وہ کافی طور پر برقی قوت بھرنے کا باعث ہو چکا تھا۔

اُسی سوامی دیانند کے بتائے ہوئے ان ویدک گیان جذب کرنے والوں میں سے ایک ہمارے پیارے دھرم ویر پنڈت لیکھرام جی تھے جنکی طرف ہم ناظرین کی توجہ کھینچنا چاہتے ہیں۔

پیدائش | اڑتالیس سال ہوئے بماہ چیت پنجاب کے ایک چھوٹے سے موضع میں جسے آج دس برس پہلے آس پاس کے معدود لوگوں کے سوائے کوئی نہ جانتا تھا کہ اس چھوٹے سے انسانی جسم میں وہ دل و دماغ مسکن پذیر ہے اور ایسی سنسکرت آتما اسکی مالک ہے کہ جو گو اسوقت معدود لوگوں کو معمولی طور پر خوش کر رہی ہے مگر اپنی آئندہ زندگی میں

اگرچہ بہت بڑے انسانی حصہ کو ہل چل میں ڈالکر موت کے وقت ہزاروں اور لاکھوں
انسانوں کو خون کے آنسو رلائیگی۔ لیکن مرنے کے بعد بھی ایسی زبردست حرکت چھوڑنے
والی ثابت ہوگی کہ سینکڑوں کی کشتی زندگانی جہالت کے گرداب سے ساحل کامرانی پر پہونچا
دیگی اور اسکے خون کی جھلک آسمان پر اس طور سے چمکا کریگی کہ مُردہ سے مُردہ اور کمزور سے
کمزور دلوں کے خون میں گری ہوئی دنیا کو اُٹھانے کے لئے بیحد حرارت پیدا کرکے اپنی
سرخی میں ملانے کے لئے مقناطیسی طاقت سے بڑھکر کام کریگی۔

تربیت پانچویں سال فارسی مدرسہ میں داخل اور پندرہ سال کی عمر میں فارغ التحصیل
ہوکر آپ اپنے چچا پنڈت گنڈارام جی ڈپٹی انسپکٹر پولیس کے پاس چلے گئے آپکی ذہانت،
اور استقلال کا پتہ بمصداق آنکہ ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات پیشتر ہی لگ گیا تھا
اب آپنے ایک بڈھے سادھو سے گیتا پڑھنی شروع کردی اور پرانایام کا ابھیاس بھی
شروع کردیا۔ کچھ عرصہ بعد آپ سارجنٹ ہوگئے اور خاندان کیطرف سے شادی کا
اصرار شروع ہوا۔ ناطہ پہلے سے ہوچکا تھا۔ ماں باپ کی ضد سے لاچار ہوکر آپنے متھرا بندابن
جانیکا ارادہ کرلیا اور شادی سے انکار کیا۔ اسوقت آپکی عمر بیس بائیس سال کی تھی اور
سنسکرت میں اسقدر لیاقت پیدا کرچکے تھے کہ گیتا کے شلوکوں پر وچار کیا کرتے تھے
اسی عرصہ میں منشی کنہیا لعل الکھدھاری کے ایک رسالہ میں مہرشی دیانند کی تعریف دیکھکر
دوسرے اخباروں سے اسکی تصدیق کی اور سوامی جی کی کتب کا مطالعہ شروع کیا
سنہ ۱۸۸۱ء میں آریہ سماج پشاور قائم کرکے جو دھرم کی پیاس بھڑکی تھی اُسکے بجھانے کو
رشی سے ملنے کی خاطر چل پڑے لاہور وغیرہ بڑے بڑے شہروں میں ہوتے ہوئے
اجمیر پہونچے۔ اور سوامی جی سے ملکر کل سنشے نوارن کرلئے۔

کیا رشی کی زندگی میں ہزاروں اور لاکھوں پرش ایسے نہ تھے جنہوں نے سوامی جی
کی کتابوں کو نہ دیکھا تھا۔ کیا ہزاروں لوگ ایسے نہ تھے جو ان کتب کا مطالعہ نہ کرچکے تھے
یا رشی سے بارہا ملکر شکوک رفع نہ کرئے تھے۔ مگر جیسا کہ ہم شروع میں بتلاچکے ہیں روشنی
جذب کرنیوالے انسان تھوڑے ہی ہوتے ہیں اور کہ جن باتوں کو عوام الناس سرسری نظر

ہر ایک طرف ہوتے ہیں - جن میں سب سے اونچا سب سے بڑا ہوتا ہے - مچھلیاں ہمیشہ دم لیتے وقت پانی منہ میں لیتی ہیں - اور گلپھڑوں کی راہ سے اُس پانی کو باہر نکال دیتی ہیں - خون جو کہ دل میں سے نکلکر گلپھڑوں کی رگوں میں جاتا ہے - وہ مثل خشکی کے جانوروں کے پھیپھڑوں کی راہ سے پھر دل میں چلا جاتا ہے - بلکہ فوراً دل کے ہر ایک حصہ میں بٹ جاتا ہے - مچھلیاں اکثر ہوا کو پھکنے سے بھر سکتی ہیں جو کہ پیٹھ کے پاس معدہ سے ملا ہوا ہوتا ہے - اسکے وسیلہ سے وے اپنے بدن کو ہلکا یا بھاری کر سکتی ہیں - جبکہ وہ پھول جاتا ہے - تب وے ہلکی ہو جاتی ہیں - اور پانی کی سطح تک اُٹھ کر تیر سکتی ہیں - لیکن جب وہ سکڑ جاتا ہے اور اُس میں ہوا گاڑھی پڑ جاتی ہے - تب اُن کا بدن بھاری ہو جاتا ہے - اور وے پانی میں بیٹھ جاتی ہیں - اگر اس پھکنے میں ایک سوئی چبھو دیں تو مچھلی تہ میں بیٹھ جاویگی اور پھر نہیں اُٹھ سکیگی -

ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا چاہئے کہ مچھلیاں بیشمار قسم کی ہوتی ہیں اور اُنکی [illegible] طرح طرح کے ہوتے ہیں - بعض مچھلیاں لمبی اور تاگے کی موافق پتلی ہوتی ہیں اور چوڑی ہوتی ہیں - بعض چپٹی - بعض گول - اور بعض تکھونٹی ہوتی ہیں - بعض [illegible] بعض ایک شے مثل تلوار کے اور بعض مثل آری کے رکھتی ہیں - بعضوں کے نتھنے [illegible] اُس پانی کو جو کہ وے نگل لیتی ہیں - پھر اُگل دیتی ہیں - اس صورت میں خدا کی دانائی [illegible] کی بناوٹ سے ظاہر ہوتی ہے - اور زیادہ تعریف کرنی چاہئے - اور اُسکی مہربانی [illegible]

زمین کی بناوٹ سے خدا کی حکمت ظاہر ہے -

ہر چند کہ انسان کی لیاقت بہت تھوڑی ہے - اور [illegible] ناقص ہے - اگرچہ ہم عالم کی ترکیب [illegible] سکتے ہیں تاہم اپنے میں - سرد ملکوں کے رہنے والے [illegible] ہیں - بہت سی ایسی باتیں نکال سکتے ہیں - جیسے کہ تو زمین کتنی [illegible] پیدا واریاں [illegible] کر سکیں - اس کا یقین حاصل کرنے کے لئے ہمیں صرف [illegible] ہے - جس کے گول ہونے کے باعث اسپر جا بجا ہر جگہہ آرام سے اور آب ہوا [illegible] رہنے والوں کو ضرورت کے موافق روشنی اور گرمی نہ پہونچتی - اگر پانی نہر سے جاتی رہی نہ چل سکتی تو انسان اور حیوان زمین پر کیونکر رہ سکتے - زمین کے گول ہونے - اسکے سوا ہر تمام ...۴

۴ زمین کے گول ہونے کی وجہ سے یہ باتیں آسانی سے میسر آجاتی ہیں روشنی اور گرمی بھی

علاوہ ازیں پہاڑوں پر طرح طرح کے جانور رہتے ہیں جو کہ آدمی کے بہت کام آتے ہیں۔ پہاڑوں پر سے ان جانوروں کے واسطے خوراک ہاتھ لگتی ہے۔ پہاڑوں کے کناروں پر ایسے ایسے درخت اور پودے ہوتے ہیں جو کہ میدانوں میں کبھی نہیں پیدا ہو سکتے ہیں۔ پہاڑوں سے دھات وغیرہ ملتی ہیں۔ اور ان سے ایک بڑا فایدہ یہ ہے کہ وے بہت سے ملکوں کے رہنے والوں کو ان کے دشمنوں کے حملے سے ایسا بچاتے ہیں کہ وے فصیلوں اور گھاٹیوں سے کبھی ایسے امن میں نہیں رہ سکتے۔ سمندر کے جوش اور ہوا کے طوفان کو بھی پہاڑ روک دباکر ت...

اب یہ بات ثابت ہے کہ زمین کی بہتری کے واسطے پہاڑوں کا ہونا ضروری ہے۔ اور ان سے ہم کو بہت سے فائدے ہوتے ہیں۔ جیسے کہ ساری خلقت سے خدا کی حکمت طاقت اور مہربانی ظاہر ہوتی ہے۔ ویسے ہی پہاڑوں کے ہونے سے بھی یہ سب باتیں روشن ہوتی ہیں۔

اگر زمین پر ہر جگہہ سردی اور گرمی برابر ہوتی تو زمین کے رہنے والوں کو نقصا... [illegible]ض لوگ خیال کرتے ہیں کہ اگر ساری زمین کے پردہ پر سردی گرمی۔ اور دن ... اور زمین کی تروتازگی بھی ہر جگہہ یکساں ہوتی تو زمین بلاشبہ بہشت کا نمونہ ہو... ہی ہوتی تو انسانوں کو اب سے زیادہ پرورش۔ آرام اور خوشی حاصل نہ ہو سکتی۔ بلکہ ... ہو جاتی اور اُس پر رہنا مشکل ہو جاتا۔ لیکن خدا تعالےٰ کے حال کے انتظام سے اُسکی ... طرح کے ہیں۔ اگر موسم۔ روشنی۔ اندھیرا۔ سردی اور گرمی نہ بدلا کرتے اور ہر جگہہ برابر ہو... رہنا ہم کو کیسا بُرا معلوم ہوتا اور زمین کی خوبی کتنی کم ہو جاتی۔ ہزاروں قسم کے پودے صرف اُن ولائیتوں میں ہوتے ہیں۔ جہانکہ گرمی ایک درجہ مخصوص کی ہو... چیزیں بہت کم ہیں۔ جو کہ سب ملکوں میں رہ سکیں۔ سرد ملکوں کے رہنے والے ... نہیں برداشت کر سکتے ہیں۔ اگر آب و ہوا یکساں ہوتی تو زمین کتنی پیداواریاں ... کی بہت سی خوبیاں گھٹ جاتیں۔

اگر ایک ملک میں وہی چیزیں پیدا ہوتیں اور زمین کی صورت اور آب و ہوا ... ہوتی تو آمد و رفت کی ضرورت نہ پڑتی۔ ہر ایک ملک کی سوداگری اور ملکوں سے جاتی رہی بہتیرے فن نامعلوم رہتے۔ آمد و رفت کے نہ ہونے سے علم میں بھی نقصان ہوتا۔ اسکے سوا ہر تمام

دُنیا کی گرمی اور سردی کو کس درجہ پر ٹھیراتے - اگر ہر ایک جگہ کی گرمی خط استوا کے نزدیکی ملکوں
کی گرمی کے برابر ٹھیراتے تو لوگ اُسے برداشت نہ کر سکتے - اور جو کہ گرم ملکوں کی گرمی سرد ملکوں
میں پہنچ جاتی ہے - تو اس وجہ سے سب جگہ گرمی ہونے سے ساری دُنیا میں خط استوا سے بھی زیادہ
گرمی ہوتی - جس سے پودے و جانور سب مر جاتے - اگر ساری دُنیا میں موافق کی گرمی ہوتی - اور وہ
گرمی اس قدر ہوتی - کہ اُس سے سب خلقت کو فائدہ ہوتا - تو ہوا ہمیشہ یکساں گاڑھا پن اور لچک رکھتی
اور اس ہوا میں تو ہوا کے چلنے کا ایک بڑا موجب جاتا رہتا - اور ہوا کے بند رہنے سے نہایت
خوفناک ... ہوا میں غلاظت بھر جاتی اور گرمی کے برابر ہونے سے بیماریاں اور وبا کا
ہمیشہ دور دورہ رہتا - جس سے کہ ہمارا خیالی بہشت نیست و نابود ہو جاتا -

بھونچال ... دو طرح کے بھونچال آیا کرتے ہیں - ایک بھونچال زمین کے بھیتر کی آگ کی تاثیر
شروع کر دیا - کچھ اور آتشی پہاڑوں کے جلنے کے سبب آیا کرتا ہے - اس کا اثر تھوڑی دور تک ہو
اصرار شروع ہوا - تا کہ پہاڑ میں آگ جلتی ہوتی ہے - تب تھوڑی دیر پہلے آیا کرتا ہے - جبکہ و...
جانیکا ارادہ کر لیا زمین کے بھیتر کی آگ بنی رہتی ہے - سلگنے لگتی ہیں - تب آگ ہر طرف نکلنے کو زور کرتی
سنسکرت میں استقلی نکلاس کی راہ نہیں پاتی ہے - تو وہ زمین کو زور سے جھٹکا دیکر اپنا راستہ
اسی عرصہ میں منشی

دوسرے اخبار والا ایک اور قسم کا بھونچال آتا ہے - اور اُسکے آنیکے سبب بھی دیگر ہیں - ایسے
سنہ ۱۸۸۱ء میں پہاڑ جنبش نہیں کرتا - مگر زمین دُور دُور تک ہل جایا کرتی ہے - یہ بات دریافت
رشی سے ملنے کی خاطر جن بھونچال ایک ہی وقت کئی ملکوں میں آیا تھا - اس کے ساتھ کڑکڑانے
اجمیر پہونچے - اور سوانے - اور اُس سے اکثر نقصان ہو جاتا ہے -

کیا رشی کی ... طوفان[1] آیا ہے تو اس سے آج تک کسی اور سبب سے ایسی خوفناک آفتیں نہیں آئی
کی کتابوں کو نہ دیکھا تھا - کیا ہزار ہیں - اگر دریا کناروں کے اوپر چڑھکر آس پاس کے علاقہ میں
یا رشی سے بارہا ملکہ پھر ایک چیز بہا لیجائے تب بھی کچھ نہ کچھ بچنے کی گنجائش باقی رہتی ہے - کیونکہ
جب ... اپنے گھروں کی چھتوں یا پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھکر طوفان کو دیکھ سکتے ہیں - آخر کار دریا

[1] مُصنف عیسائی ہونیکی وجہ سے طوفانِ نوح کی طرف اشارہ کرتا ہے :- ایڈیٹر

چنانچہ معلوم ہوا ہے کہ جبوقت اس زبردست اور مہاآتما کے شریر کو انتم سنسکار کرنے کے لئے مرگھٹ کیطرف لیجایا جا رہا تھا تو سناتن دہرم سبھا لاہور کا لیڈر باوجود اس امر کے مشاہدے کے کہ ہزاروں کی بھیڑ بھاڑ ساتھ ہے بڑے سے بڑے عزت دار اور علم دوست رنج والم میں ڈوبے ہوئے ہمراہ ہیں اور تمام لاہور ماتم کدہ بنا ہوا ہے بڑے ٹھسّہ سے گاڑی میں سوار ہو کر پاس کو گذر گیا اور اسطرح بجائے اظہار رنج کے دلی خباثت کو ظاہر کیا۔ مگر تمام ہندوؤں کا یہ حال نہ تھا وہ آریوں کے ساتھ ساتھ پیارے مسافر کی بلیدان کی عظمت کو برابر محسوس کر رہے تھے

التماس | پیارے دوستو اور معزز ناظرین! کیا کبھی آپنے وچار ہے کہ ایک ادنے گھرانے اور گمنام گاؤں میں پیدا ہونے والے آریہ مسافر میں اسکی آخری مسافرت کے وقت ایسی کیا تبدیلی واقع ہوئی تھی کہ اُسنے تمام ہندوستان کو ایک سرے سے دوسرے تک ہلا دیا۔ آ[ہ] اگر آپ ذرا غور کرتے تو اس لاپرواہی اور سکون طبع سے نہ بیٹھتے جیسے کہ اب نظر آ رہے ہو۔ سوچو تو سہی کہ ہندوستان کی ایسی ذلیل حالت جیسی کہ ہم پیچھے بیان کر چکے ہیں کیوں ہوئی ہے کیا یہ ویدک دہرم سے سرتابی کا نتیجہ نہیں کہ زنا کاری۔ حرام کاری اور عیاشی کا اسقدر دور دورہ ہے۔ کیا! خونخواری اور بدچلنی اور ویدوں کی توہین ویدک تعلیم کی بیخ کنی اور اسلامی اور عیسوی مہربانیوں کی لوریاں نہیں جنسے کہ بے زبان مگر زندگی کے سہارے لاکھوں ان دونوں قطبوں [illegible] بے رحمی اور سنگدلی کے چھرے چل رہے ہیں اور لاکھوں بیوائیں کی طرف بھی [illegible] آہیں آسمان پر پہونچا رہی ہیں۔ کیا انہی مظلوم جانوروں کی چیخیں اور بیواؤں کی آہ وزاری بھیس بدلکر طاعون اور خشک سالی کی شکل میں آپکے پیارے وطن کو ویران اور برباد نہیں کر رہیں۔ میری ان بھائیوں سے جو [illegible] پورانک۔ اسلامی۔ یا عیسوی مذہب میں ہیں کوئی دشمنی یا نفرت نہیں مگر اسمیں شک نہیں کہ ان تمام ابتریوں اور ذلتوں کی بنا یہی ہیں۔ برہمچریہ کا ستیاناس کیا تو انہوں نے۔ دیا اور انصاف کو اُلٹ دیا تو انہوں نے انسانوں کو خونخوار بنایا تو انہوں نے۔ اور میں کہونگا کہ خدا کو حجرہ نشین۔ پردہ نشین تخت نشین وغیرہ بنا کر اگر انسانوں کو اس سے دور ہٹایا تو انہوں نے اور اسطرح اگر خدا

کو وہمی بتلا بتا کر ان لوں کو گناہ پر دلیری دلائی تو انہوں نے۔

پس یہی تبدیلی تھی کہ جسنے غریب لیکھرام کو "پنڈت لیکھرام آریہ مسافر" بنایا اور دس پانچ کی عزیزی سے نکالکر لاکھوں اور کروڑوں کا عزیز بنایا۔

اسلئے

اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپکا پیارا وطن تمام دکھوں اور غلامیوں سے آزاد ہو۔ خوشی اور راحت سے بھرپور ہو تو آؤ ویدوں کی شرن لو۔ رشی دیانند کے بتائے ہوئے برہمچریہ اور اخلاق کو اختیار کرو تمام برائیوں کی جڑھ پر کلہاڑا رکھو اور آریہ مسافر کیطرح بے خوف ہو کر ویدک تعلیم اور اسکے پرچار کو زندگی پر سبقت دو۔ دیکھو تو سہی پنڈت لیکھرام کا خون کس تیزی سے افق پر چمک رہا ہے۔ اور کسطرح اپنے گرم گرم قطروں سے مردہ دلوں میں حرارت ڈالکر ویدک دہرم پر نثار ہونے کی جرأت دلا رہا ہے۔ ایسا نہ ہو کہ زمانہ گذر جائے اور آپکے دلوں میں حرارت تک محسوس کرنے کی طاقت نہ رہے۔

آریہ مسافر میگزین اسی کی یادگار ہے اور اسی کے مشن کو پورا کرنیکا ایک ماتر منسکر ہے۔ جسطرح آریہ مسافر کی زندگی میں آپ اسکے درشن کے ہر وقت مشتاق رہتے اسی کی تاروں پر تاریں اور خطوط پر خطوط بھیجتے تھے آپکا فرض ہے اور آپ پر لازم ہے کہ اسی شوق کی نظر سے آپ آریہ مسافر میگزین کو دیکھیں کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ اسکے خریداروں کی تعداد اسوقت صرف نو سو کے قریب ہے۔ گیا ہم ۲۶ یا کروڑ ہیں۔ یہ بات دریافت میں سے اس حرارت کو محسوس کرنے کی طاقت صرف نو سو میں رہ گئی ہے۔ ساتھ کروڑ کرنے دیکھو کہ بھارت، کا ادھار تب ہی ہوگا جب آپ دہرم ویروں اور انکی پاک مشن سے الفت اور محبت کرنا سیکھو گے۔ اوم شم

(بالی پتی آریہ)

مباحثہ

جناب نے میرے مضمون کو ماہ ستمبر ۱۹۰۶ء رسالہ آریہ مسافر صفحہ ۳۲۲ و ۳۲۳ میں تحریر فرمایا ہے چنانچہ سطر آخر صفحہ ۳۲۲ و سطر اول صفحہ ۳۲۳ میں مضمون درج ہے جسکو میں اسجگہہ ضرورتاً نقل کرتا ہوں وہ یہہ ہے کہ اگر آپ اپنے اصولوں یعنی اعتقادی مسائل کے ہمخیال ہونیکو تیار ہوں تا میرے مہربان آپنے جواب نمبر اول میں خدا کی تعریف کرتے ہوئے ۱۹ دعوے پیش کئے ہیں۔ پھر جواب نمبر ۵ میں سات دعوے قائم کئے جو سب کے سب بلا دلیل ہیں چونکہ میں منطقی اصول کی رو سے ثبوت کا طالب ہوں اگر میں ہر ایک دعوے کیلئے آپسے دلیل طلب کرتا تو میرا حق تھا لیکن آپکا رسالہ صرف میری ہی مضمون کے لئے وقف نہیں کیا گیا بلکہ مختلف مضامین کا ذخیرہ ہے۔ اسلئے اسوقت درگذر کرکے عرض گذار ہوں کہ جناب نے نمبر ۴ کے جواب میں تحریر کیا ہے۔ کہ افعال باری طبعی (سبھاوک) ہیں اور نمبر ۵ میں فرماتے ہیں کہ مادہ حالت لطیف سے کثیف میں آنیوالا ہے اور ارواح مادہ کو بھوگنے والی ہیں (میں سمجھا ہوں کہ ارواح کا تعلق مادہ کیساتھ ضروری ہے) میرے مہربان یہ مناسب ہوگا کہ آپ صفت طبعی و فعل طبعی کا فرق بیان فرماکر بندہ کو مشکور فرمادیں گے۔ کیونکہ ایسا نہ ہو کہ فعل طبعی و صفت طبعی میں الجھن واقع ہو نیز افعال طبعی کا اثر دوسرے پر اتفاقاً ہوتا ہے یا قصداً میں جانتا ہوں قصداً نہ ہوتا ہوگا۔ کیونکہ قصد میں [illegible] کا ہونا ضروریات سے ہے اور جواب نمبر ۵ میں آپنے بعوض تعلق کے تعلقات کا ذکر کیا ہے کیا ایک ہی تعلق کہنے کا درست نہ ہوتا۔ بلکہ سوال میں لفظ تعلق تھا جواب میں بھی لفظ تعلق ہوتا تو موافقت ہو جاتی پھر اسی نمبر میں [illegible] خدا [illegible] (مادہ و ارواح) میں موجود ہے۔ کیا مادہ و ارواح خدا میں موجود نہیں ہیں کسی طرف بھی قطب تک جانا [illegible]

[illegible] نہ روح اور مادہ خدا کے سہارے ہیں۔ جناب جب مادہ اور ارواح اپنے وجود کے لئے خود ہی باعث یعنی خدا نہ انکی علت فاعلی اور نہ علت مادی ٹھہر سکتا ہے تو پھر سہارے کے کیا معنی۔ مادہ خود باشکال مختلفہ متشکل ہونیوالا ہے۔ اسکو آپ جواب نمبر ۵ کے ضمن میں مان چکے ہیں کہ مادہ (پرکرتی) حالت لطیف سے کثیف یعنی مرکبات کی شکل میں آنیوالا ہے آپ خوب جانتے ہیں کہ روح کا ملاپ مادہ سے طبعی ہے چونکہ روح محرک اور مادہ متحرک (جس سے انکار نہ ہوگا) پس یہی دونوں وجود ترکیب کے لئے کافی و دانی ہو سکتے ہیں۔ تیسرے کیطرف مادہ و ارواح کو کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ یہ نہ کسی کے مخلوق اور نہ انکا کوئی خالق اور یہی آپکا مسلمہ ہے اور آپ جواب [illegible] میں روح کو حسب علم اور ارادہ مان چکے ہیں پس اسلئے ضرور ہے کہ روح و مادہ کے ملاپ سے اجسام کا وجود [illegible] ارواح [illegible] وجود کا اور ان دو کی ملاوٹ سے جو شکلیں پیدا ہوتی ہیں انمیں خدا موجود نہیں

پایا جاوے ایسی حالت میں خدا تو کبھی وہ ہندوؤں کی بھی بری رہتا ہے۔ میرے تیسرے سوال کو جناب نے مہمل بتلایا ہے جسکا
خلاصہ ضمناً عبارت بالا میں آچکا ہے۔ اب میں قصداً دوسرے لفظوں میں عرض کرتا ہوں مثلاً مادہ جو ازلی و قدیم مانا گیا ہے اسکی نہ تو علت
فاعلی اور نہ کوئی علت مادی ہے۔ پس ظاہر ہوا کہ اپنے وجود قدیمی کا باعث خود ہی نہ دوسرے کے سہارے۔ جب وہ اپنی ذات کیلئے کسیکا محتاج
نہیں تو صفات میں کیوں دوسرے کا محتاج ہو اسلئے کہ مرتبہ ذات عقلاً مرتبہ صفات پر مقدم ہے۔ جبتک کوئی ذات موجود نہ ہو یا
اسکا ذکر ہی خارج ہو اسکی کوئی صفت ذہن میں نہیں آسکتی اور آپ نمبر ۲ کے جواب میں فرماتے ہیں چونکہ یہ تینوں (خدا۔
مادہ۔ روح) ازلی ہیں اسلئے انہیں سے کسی کو بلحاظ زمانہ باقی پر تقدم ذاتی نہیں ہو سکتا۔ اسجگہ آپنے دعوے کو بعد دلیل
پیش کیا ہے لیکن منطقی (نیاتک) اس دعوے دلیل پر تقدم ذاتی کا مانع نہیں ہو سکتا میں ایک بدیہی امر کیطرف توجہ دلاتا ہوں
امید کہ آپ بھی توجہ تام فرماوینگے جناب جسوقت پنکھا ہاتھ سے ہلایا جاتا ہے تو دونوں یعنی ہاتھ اور پنکھے کی حرکت کا زمانہ ایک
ہی ہوتا ہے مگر عقل باور کرتی ہے کہ ہاتھ کے ہلنے سے پنکھا ہلتا ہے اور یہی تقدم ذاتی ہے یعنی ہاتھ اپنی ذات سے ہلتا ہے اور پنکھا
ہاتھ کے ہلنے سے۔ پس واضح ہوا کہ مساوات زمانہ دو یا تین اشیاء میں تقدم ذاتی کے منافی نہیں۔ نیز آپ سوال نمبر آٹھ
کے جواب میں تین قدیموں (خدا۔ مادہ۔ روح) میں موثر کے اثر کو متاثر پر مقدم نہیں مانتے صاحب من موثر اثر کنندہ
یعنی اثر کرنیوالا اور متاثر اثر پذیرندہ یعنی اثر قبول کرنیوالا ہے۔ پس یہ امر ظاہر ہے کہ اثر قبول کرنے ہی کے بعد شے متاثر
کہلاتی ہے۔ وہ اثر موثر میں متاثر سے مقدم ہونا ضروری ہے گو ذاتاً ہی کیوں نہ ہو۔ یہ امر بدیہی ہے کہ بارود جلنے اور
آگ لگنے کا زمانہ ایک ہی [illegible] ہوتا ہے مگر کون [illegible] انکار کر سکتا ہے کہ جلانیکا اثر آگ میں مقدم نہیں اور جسم انسان ملاقات
برف سے معاً سردی محسوس کرتا ہے اور زمانہ ایک ہی ہوتا ہے کیا عقل باور نہیں کر سکتی کہ سردی برف میں ذاتاً
مقدم ہے۔ اچھا صاحب آپکے خیال میں ازلی و قدیم (خدا۔ مادہ۔ روح) میں موثر کا اثر متاثر میں نہیں ہے۔ یہ بات دریافت
طلب ہے۔ عرض کرتا ہوں کہ ان تینوں میں سے کوئی متاثر بھی کسی اثر کا ہے یا نہ۔ اگر ہے تو کسطرح اور اگر نہیں ہے تو یہ کاٹ کرنے
ازلیت دنیا کی۔ اب مجھے بہت سے آراء (تھیوریاں)، قدماء و زمانہ حال کے حکماء کی معلوم ہیں پر جرح قدح کے علاوہ
انسان خود تھیوریاں قائم کر سکتا ہے۔ فی الحال میں قدامت مادہ و ارواح پر وہ سلسلہ جاری کرونگا جس سے انکی قدامت
بخوبی ذہن نشین ہو جاوے۔ یا یوں خیال فرماویں کہ جس جس وجہ سے انکو قدیم ہونیمیں مجکو شک ہوگا وہ شک میرا آپ رفع فرماوینگے والسلام
فی الحال خلاصہ گفتگو قدامت مادہ و ارواح میں۔ مادہ و ارواح میں۔ مگر میں آپسے استفادہ چاہتا ہوں۔
کہ انکے سوا کوئی اور بھی قدیم ہے یا نہ۔ (راقم حکیم غلام رسول المعروف ڈاکٹر ساکن امرتسر)

نوٹ۔ جب یہ مضمون موصول ہوا۔ اس پرچہ میں صرف دو صفحوں کی گنجائش باقی تھی۔ اسلئے ہماری طرف سے جواب بوجہ

کُتے کی سی سونگھنے کی طاقت اور باز کی سی آنکھیں۔ اور بہ پاڑھے کے برابر
تو اُسکا جواب یہ ہے کہ یہ سب کچھ النسان کو درکار نہیں ہے۔ جیسکے
سوچنا چاہئے کہ خدا تعالےٰ نے اُسے ایسی عقل بخشی ہے کہ جس سے وہ جانوروں پر
جسکی مدد سے وہ اپنے فایدہ کے لئے جانوروں سے کام لے سکتا ہے۔ اگر النسان زیور
نہ ہوتا تو البتہ وہ جانوروں سے کم درجہ رکھتا۔ جو کہ کسی کسی بات میں اپنے بدن کی بناوٹ ہم
رکھتے ہیں لیکن جانور جو اِس بات میں ہم سے اچھے ہیں تو اُسکا سبب یہ ہے کہ وے اپنی جہ... حالت کی حا
میں بغیر عقل کی مدد کے زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر اُن کے بدن ایسی خوبی کے ساتھ نہ بنے ہوتے
حال ہوتا۔ اور اگر اُن میں ہماری طرح تمیز ہوتی تو تابعداری میں رہنے سے اور ہمیشہ النسان کے فایدہ کو
محنت کرنے سے اُنکی زندگی دشوار ہوتی۔

خدا نے جو حیوانوں کو صرف اتنی ہی عقل اور طاقت دی ہے کہ جتنی ان کو حیوانی
کے لئے درکار ہے تو اِس سے بھی خدا کی حکمت ثابت ہوتی ہے۔ اور وے جو اپنی حالت
اُس سے خدا کا رحم ظاہر ہوتا ہے۔ جتنی خوشیاں کہ وے حاصل کر سکتے ہیں اُتنی
لیکن وے کسی آنیوالی بُرائی کا خیال نہیں کر سکتے ہیں... اور حواس کی خوشی کے بدلے
نہیں حاصل کر سکتے ہیں۔ مگر النسان کو چاہیے کہ دنیا کی باتوں کو ناچیز جانکر
زندگی بسر کرے کہ جس سے آخرت میں اُسکا بھلا ہو۔

پرندوں کی بناوٹ

زمین کے رہنے والوں میں پرندے بھی نہائیت خوب
مثلاً مور اور کبوتر نہائیت چمکدار اور خوبصورت پر رکھ
کی ہر ایک بات سے اتنی خوبی اور انتظام ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہم اُس سے خد
نہیں رہ سکتے۔ پرندے بھی اور جانوروں کی طرح ہڈیاں رکھتے ہیں۔ مگر
ہوتے ہیں۔ اُن کے بدن میں پر ہوتے ہیں جو کھال سے لگے ہوتے ہیں اور ا
ساتھ اوپر نیچے لگے ہوتے ہیں۔ اُن میں ملائم کلیاں ہوتی ہیں۔ بڑے بڑے پروں کے اوپر اور نیچے
چھوٹے پر ہوتے ہیں۔ لیکن نیچے کا حصہ خالی ہوتا ہے۔ اور اُس میں سے پر کو جانور کے بدن میں
پرورش پہونچتی ہے۔ سرے پر اُسمیں ایک قسم کا گودا ہوتا ہے۔ جو پروں کا رواں ہوتا

ہر ایک برس ایک ایک

شہر میں ایک برس رہی ۔ جو سروں پر باہم ملی ہوتی ہیں ۔ چوپائے جو انگلی ٹانگیں رکھتے ہیں ۔ انکے بجائے

برس میں تین بچوں میں ۔ جو کہ گیارہ ہڈیوں سے بنا ہوتا ہے ۔ بازوؤں کے پٹھوں میں پر لگے ہوتے

پچیسویں ۲۵ برس تک اڑ سکتے ہیں ۔ بازوؤں کی بناوٹ بہت عجیب ہے ۔ بازوؤں کے بیچ میں اُن کا

حقیقی سے تلا ہوا رکھا ہوتا ہے ۔ کہ پرندے حسب ضرورت ہر طرح کی حرکت آسانی سے کر سکتے

کہ ہر پرندوں کے سر چھوٹے ہوتے ہیں ۔ جس سے اُنکو اُڑنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی دُم کے

نے سے اُڑتے وقت وے ہموزن رہتے ہیں ۔ اور ہوا میں اُتر اور چڑھ سکتے ہیں ۔ انکی ٹانگیں ایسی

رکھدی گئی ہیں ۔ کہ مرکز قایم رہتا ہے ۔ بعض پرندوں کی ٹانگیں اتنی پیچھے لگی ہوتی ہیں ۔ کہ

ٹھیر سکتے ہیں ۔ ران پر پٹھے اور پر ہوتے ہیں ۔ اور ٹانگیں اکثر پتلی ہوتی ہیں ۔ رانیں بے پر

ہیں ہوا کرتیں ۔ اکثر پرندے پاؤں میں چار انگلیاں رکھتے ہیں تین آگے اور ایک پیچھے انگلیوں

کے سروں پر پنجے ہوتے ہیں کہ جن سے وے اپنا شکار پکڑتے ہیں ۔ بعض پرندے گوشت کھاتے

ہیں ۔ اور بعض ساگ ۔ سبزی ۔ اناج اور میوے پر گزران کرتے ہیں ۔ یہ چیزیں پوٹ میں بہت

ملایم ہو جاتی ہیں اور وہاں سے تھوڑی تھوڑی مقدار میں معدہ کے اندر چلی جاتی ہیں ۔ اس قسم کے

جانور کا معدہ [illegible] غرض دو ہیر ہے ۔ اور پیٹ مضبوط پٹھوں سے بنا ہوتا ہے ۔ ان پٹھوں سے خوراک

ہو جاتی دوسرا جنوب کو ۔ جن ہیئے وہ اکثر کنکریاں کھا لیتے ہیں ۔ شکاری پرندوں کے معدے ان سے

ان دونوں قطبوں تک نہیں

کی طرف بھی قطب تک جانا آئے گئے ہیں ۔ کہ انکی زندگی میں اُن کا گذارہ بخوبی ہوتا چلا جاوے

بارہ ہزار پانچسو پچاس ہل جایا کرے ۔ لگ لگ وغیرہ جو کہ اپنی خوراک اکثر کیچڑ میں سے پایا کرتے

ہزار اور ۲۶ میل ہیں ۔ اسواسطے لمبی ہوتی ہیں ۔ کہ وے پانی پر دوڑ کے اپنے شکار کو پکڑ لیا کریں

وہ حصہ جو کہ یورپ [illegible] ہوتا ہے ۔ انکے بڑے بڑے بازو ہوتے ہیں ۔ اور انکے پنجے مضبوط اور

۵۱۸۰۷ ہابیلوں کی چونچ چھوٹی اور نوکدار اور منہ چوڑا ہوتا ہے ۔ تاکہ وہ اُڑتے کیڑوں کو

زمین کا قریب تیسرا ہیں ہمیشہ پکڑ سکیں ۔ ہنس کے گلے میں ایک حوض سا ہوتا ہے کہ جس میں سے

یہ بات شمار کی گئی تھی کی گردن اور سر خوراک کی تلاش کے واسطے پانی میں ڈوبے ہوتے

جھاڑیوں میں اُڑتے ہیں ۔ انکی آنکھوں پر ایک جھلی ہوتی ہے

جس سے اُنکی آنکھیں آفتوں سے بچی رہتی ہیں۔ ہر ایک جانور کامل بنا ہے۔ اعلیٰ
کے لایق ہے۔ اُنکی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں۔ اُن کے دیکھنے سے ہمکو
ہے۔ اِس لئے ہم کو خدا کی حکمت او صنعت کی تعریف کرنی واجب ہے۔
اگر ہمنے مچھلی کو نہ دیکھا ہوتا تو ہم کو کبھی یقین نہ آتا کہ ایسے جانور بھی

مچھلی کا بیان

اگر کسی ایسے شخص کو جو کہ حیوانات کی تحقیقات کرتا ہو۔ اور جسکو صرف خشکی کے جا
سے واقفیت ہو یہ کہا جاوے کہ پانی میں بھی ایسے جانور ہوتے ہیں جو اُس میں زندہ رہ سکتے ہیں
حرکت کر سکتے ہیں۔ اور اپنی نسل کو پھیلا سکتے ہیں۔ تو کیا یہ سنکر اُسے تعجب نہ ہوگا۔ انسا
حیوانات جو پانی میں ڈوب کر مر جاتے ہیں۔ اِس سے کیا وہ یہ نتیجہ نہیں نکالیگا۔ کہ کوئی جا
پانی میں دم نہیں لے سکتا اور نہ دیر تک جیتا رہ سکتا ہے۔؟

مچھلیوں کی زندگی کا طور۔ اُنکی بناوٹ۔ حرکت اور نسل کا پھیلنا بہت عجیب ہے۔ اِس سے
خدا کی بھاری حکمت وصنعت ظاہر ہوتی ہے۔ جانور پانی میں زندہ رہ سکیں۔ اِس لئے ضروری ہے
کہ اُن کا بدن خشکی کے جانوروں کے بدن سے اور ترکیب پر بنا ہو۔ چنانچہ مچھلی کے باہر اور بھیتر
کی بناوٹ میں یہی خاصیت پائی جاتی ہے۔ مچھلی کا بدن اسی لئے [illegible] طرف سے
چپٹا اور سر کی طرف نوکدار ہوتا ہے۔ کہ وہ تیر سکے اور پانی کو [illegible] اُنکے
بدن پر پیسے اسیواسطے ہوتے ہیں کہ اُن کے بدن پانی کے دباؤ
کی کھال خصوصاً اُن مچھلیوں کی جنپر کھپیسے نہیں ہوتے ہیں۔
ہوتی ہے۔ کہ اُن کو ایذا نہ پہونچ سکے۔ اُن کا بدن گرم رہا کرے۔
اور ملایم ہوتی ہیں۔ اور اُنکی آنکھیں سر میں اسواسطے گھسی ہوئی
صدمہ نہ پہونچ سکے۔ اور روشنی کی کرنیں اُن میں خوب پہونچا دیں۔ آنکھ
سکتے ہیں۔ کہ جن کے سبب سے وے ہر طرح کی حرکت کر سکتی ہیں۔ دُم اور پر
آگے کو حرکت کر سکتی ہیں۔ پیٹھ کے پروں سے اُنکے بدن کی حرکت کے اوپر اور
چھاتی کے پروں سے وے اُٹھ سکتی ہیں۔ پیٹھ کے پروں سے تو جانور کے بدن میں
ہے۔ گلپھڑوں کی راہ سے وے سانس لیتی ہیں۔ جو کہ اُنکے سپروں کا رواں ہوتا

(سلسلہ کے لئے دیکھو آریہ مسافر بابت ماہ دسمبر سنہ ۱۹۰۵ء)

انسان کی حاجتیں

انسان کے برابر کسی جاندار کی ضرورتیں نہیں ہیں۔ جتنی چیزیں اِسے درکار ہیں اُتنی اوروں کو نہیں۔ انسان برہنہ۔ محتاج اور جاہل پیدا ہوتا ہے۔ بعض حیوانات پیدا ہونے کے تھوڑی مُدت بعد ہی اپنی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لائق ہو جاتے ہیں۔ لیکن انسان کی یہ حالت نہیں ہے۔ یہ آہستہ آہستہ علم و عقل حاصل کرتا ہے۔ بعض باتوں میں انسان سے حیوان اچھے معلوم ہوتے ہیں۔ حیوانات کپڑوں اور ہتھیاروں کے محتاج نہیں ہوتے۔ اور جن باتوں کی انسان کو احتیاج ہے حیوانات کو نہیں۔ حیوانات کو ہماری طرح ہُنر و پیشہ سے روٹی کمانی نہیں پڑتی۔ اُنکی پوشاک اور ہتھیار وغیرہ پیدا ہوتے ہی اُنکے پاس موجود ہوتے ہیں۔ اور وہ اپنی ضرورتوں کو اپنی عقل حیوانی کی مدد سے پورا کر سکتے ہیں۔ اگر اُنکو گھر کی ضرورت ہو تو بنا سکتے ہیں۔ خداداد ڈنگ و سینگ وغیرہ سے وہ دشمنوں سے اپنا بچاؤ کر سکتے ہیں۔ ماندے اور زخمی ہونے پر وے اپنا علاج آپ کر لیتے ہیں۔ لیکن انسان جو حیوانات پر شرف رکھتا ہے۔ اس طرح اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو رفع نہیں کر سکتا۔

شاید کوئی پوچھنے لگے کہ خدا تعالےٰ نے ان باتوں میں حیوانات کو انسان سے کیوں بہتر پیدا کیا ہے (ایسا سوال اگر شکائت کے طور پر نہ پوچھا جاوے تو بیشک پوچھنے کے قابل ہے) تو اسکا جواب یہ ہے کہ خدا کی حکمت جیسی کہ اور چیزوں سے عیاں ہے۔ ویسی اِسبات سے بھی ظاہر ہوتی ہے۔ خدا نے انسان کو جو بہت چیزوں کا محتاج پیدا کیا ہے۔ اس سے اُسکا ایک مطلب یہ ہے کہ عقلِ انسانی جو کہ انکی بہتری کے واسطے دی گئی ہے۔ اُسکو وہ ہمیشہ کام میں لایا کرے۔ حیوانات کو جو اور اور باتیں عطا کی ہیں۔ اور ہمکو جو عقل حیوانی نہیں بخشی ہے اور ساری ضروریات کا بہم پہنچانا ہم پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ اِسکے بدلے میں ہمکو عقل دی

ہے۔ کہ جس کی مدد جہان کی واقفیت حاصل کرنے کے لئے ہمیں درکار ہوتی ہے۔ اور ہمکو محنتی۔ چالاک اور ہوشیار رہنا پڑتا ہے تاکہ ہم مفلسی۔ دکھ اور مصیبتوں سے بچ سکیں۔ بذریعہ عقل ہمارے دل کی خواہشیں ہمارے بس میں رہتی ہیں۔ جس سے ہم اُن خوشیوں سے جنکا نتیجہ بد ہو اپنے تئیں بچا سکتے ہیں۔ دو چار مثالوں سے یہ بات خوب روشن ہو جاویگی۔ اگر بغیر محنت و مشقت کے ہمکو خوراک اور دیگر روزمرہ کی ضروری چیزیں ملجایا کرتیں تو ہم سست ہو جاتے اور روح کی قوتیں کام میں نہ لاتے۔ لوگوں کا مل جل کے رہنا موقوف ہو جاتا۔ کیونکہ ہم ایکدوسرے کے محتاج نہ ہوتے۔ اور لڑکوں کو ماں باپ کی پرورش کی احتیاج نہ رہتی۔ تمام انسان پہلے کی طرح وحشت میں ڈوب جاتے۔ اور جسطرح کہ ایک حیوان کو دوسرے حیوان سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ اسی طرح ایک انسان کا دوسرے انسان سے کوئی کام نہ نکلتا۔ حکومت اور تابعداری کچھ نہ رہتی تواضع و تکریم کا نام و نشان مٹ جاتا۔ پس ہماری عقل کی ترقی صرف حاجتوں کی وجہ سے ہوتی ہے۔ اُنسے ہم میں چستی و چالاکی آجاتی ہے۔ اور ہم حیوانات سے زیادہ خوش رہتے ہیں۔ حقیقت میں ہم احتیاجوں کے سبب سے ہی اپنی عقل اور وضع درست رکھتے ہیں۔ اور ہمنے مختلف ہنر اور فن ایجاد کئے ہیں۔ انسان کے لئے چست و چالاک اور محنتی بننا نہایت ضروری ہے۔ اگر ہم عقل و تمیز کو کام میں نہ لایا کریں تو وے کُند ہو جاویں اور ہم رفتہ رفتہ جہالت۔ کاہلی اور عیاشی میں ڈوب جائیں۔ لیکن روح اور بدن کی محنت سے انسان خوش رہتا ہے۔ اور علم و ہنر حاصل کرنے کو اسکا دل بہت چاہتا ہے۔

اگر ماں کا دودھ چھوڑتے ہی ہم کو کچھ سکھانے کی ضرورت نہ ہوتی تو ہم صرف اپنی ہی بہتری کو سمجھا کرتے۔ ہمکو کوئی زبان سیکھنی نہ پڑتی۔ اور عقل کو کبھی کام میں نہ لایا کرتے۔ ہمیں نہ اپنے آپ کی اور نہ دوسرونکی خبر رہتی اور عقل کو کام میں لانے سے جو انسان کا رتبہ بڑھتا ہے۔ وہ بھی ہم کو نصیب نہ ہوتا۔ اوروں کے ساتھ نیکی کرنے سے جو دل خوش ہوتا ہے۔ یہ خوشی بھی ہم کو میسّر نہ ہوتی۔ لیکن اب جو بچے محض ناچار پیدا ہوتے ہیں۔ اُنپر رحم کرکے اُنکے ماں باپ اُنکی خبر لیتے ہیں۔ اور لڑکے بھی اپنی احتیاج کے باعث ماں باپ کی مدد چاہتے ہیں اُن کو پیار کرتے ہیں۔ اور خطرے و نقصان کے اندیشہ سے اُنکا کہا مانتے ہیں۔

ہم اپنی عقل اور ہاتھوں کے وسیلہ سے خوراک۔ پوشاک اور جو چیز کہ ہم کو درکار ہو ہم پہنچا سکتے ہیں ہمیں اُن باتوں کی درحقیقت کوئی احتیاج نہیں ہے۔ جنمیں کہ حیوانات ہم سے اچھے دکھائی دیتے ہیں۔ پس جو لوگ حوائج کے ہونے سے ناراض ہیں وہ غلطی پر ہیں۔ یہی ضروریات ہماری خوشی کی موجب ہیں۔ خدا تعالےٰ نے

اپنے کرم و فضل سے انسان کے فائدے کے لئے اُن کو پیدا کیا ہے۔ پھر یہ بات ہر ایک انسان کے اختیار میں ہے۔ کہ خدا کی مرضی کے موافق کام کرنے سے اپنے تائیں رنج اور مصیبت میں نہ ڈالے۔ اس صورت میں دُنیا میں دُکھ بہت کم رہجاویگا۔ اور ہم اس امر کا اقرار کرینگے۔ کہ دُنیا میں دُکھ کی نسبت سُکھ زیادہ ہے اگر ہمیں کچھ دُکھ ہے۔ تو بھی ہمیں خدا نے ہزاروں برکتیں بخشی ہیں۔ اور یہ بات ہر ایک آدمی کے اختیار میں ہے۔ کہ وہ اپنی کوشش اور نیکی سے اپنی زندگی خوشی میں گزرانے اور جتنا کہ اس سے ہو سکے لوگوں کے ساتھ بھلائی کرے:۔

سونے کی کیفیت

لوگ اپنی اپنی عادت کے موافق جلدی یا دیر سے سو جاتے ہیں۔ نیند خواہ جلدی سے خواہ دیر سے آتی ہے۔ لیکن وہ سبکو ایک ہی طرح آتی ہے۔ اور نیند کے آنے سے پہلے سبکو یہی باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ نیند کے آتے ہی ہمارے حواس سُست ہو جاتے ہیں۔ اور باہر کی چیزوں کو معلوم کرنے کے لائق نہیں رہتے۔ اس لئے ہمارا ہوش کم ہو جاتا ہے۔ اور آخر ہم بیہوش ہو جاتے ہیں۔ حافظہ بھی پریشان ہو جاتا ہے۔ اور ہماری خواہشیں مجھ جاتی ہیں۔ اور ہماری فکر و تمیز کا علاقہ موقوف ہو جاتا ہے۔ جتنا کہ ہم اونگھتے ہیں۔ تب تک نیند کا صرف آغاز ہوتا ہے۔ اور جب ہم سو جاتے ہیں تب بیہوش ہو جاتے ہیں۔ ہماری پلک آپ سے آپ کُھلتی اور بند ہو جاتی ہیں۔ سر آرام میں پڑا رہتا ہے۔ اور جب ہم سو جاتے ہیں تب تمام اختیاری کام بند ہو جاتے ہیں۔ مگر بدن کے بھیتر کے کارخانے جاری رہتے ہیں اور وہ کام جو کہ ہمارے اختیار میں نہیں ہیں سب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ سونے سے ہماری ماندگی جاتی رہتی ہے۔ اور سوکے اُٹھ کر ہم اور محنت کر سکتے ہیں۔

اِن سب باتوں سے خدا کی مہربانی ظاہر ہوتی ہے۔ نیند جو کہ بے اختیاری سے آتی ہے اور ہم اُسکو روک نہیں سکتے۔ اس بات سے ہمیں خدا کا اور شکر گذار ہونا چاہئے۔ کیونکہ اس سبب سے ہمکو سونا ضرور پڑتا ہے۔ اور پلک جو خود بخود بند ہو جاتی ہیں اس سے ہماری آنکھ اُن آفتوں سے بچی رہتی ہے جنکو کہ ہم بیہوشی میں روک نہیں سکتے ہیں۔ اس صورت میں ہمارے لئے مناسب ہے کہ سونے سے پہلے خدا کا شکر کریں کیونکہ وہ ہمیں سونے کے بعد پھر طاقت اور چُستی بخشتا ہے۔

موت اور پیدائش

آدمی کے مرنے جینے کا خدا نے نہایت ٹھیک اور عجیب بندوبست کیا ہے۔ برسوں کے اندازے سے ہر ایک عمر کے آدمی مرتے جاتے ہیں ۳۵ یا ۳۶ آدمیوں میں سے

ہر ایک برس ایک ایک آدمی مرتا جاتا ہے۔ لیکن پیدائیش کا اندازہ اس سے کچھ زیادہ ہے۔ کیونکہ جس شہر میں ایک برس کے عرصہ میں ۱۰ آدمی مرتے ہوں تو وہاں اُتنے ہی عرصہ میں ۱۲ پیدا ہونگے پہلے برس میں تین بچوں میں سے اکثر ایک بچہ مرتا ہے۔ پانچویں برس میں پچیس بچوں سے ایک بچہ مرتا ہے پچیسویں ۲۵ برس تک لڑکے کم مرتے ہیں۔ پچاس برس کی عمر سے پرے زیادہ مرتے ہیں۔ اِس سے منتظم حقیقی کے اٹل انتظام کا پتہ لگتا ہے کہ جو اپنے بندوں کا ہر وقت محافظ اور نگہبان ہے۔ جس گھڑی کہ ہم پیدا ہوتے ہیں۔ اُسی وقت سے خدا ہماری حفاظت کرنے لگتا ہے۔ اس صورت میں ہمیں چاہئے۔ کہ ہم موت کی گھڑی سے نڈریں۔ اور اندلیشہ سے اپنی زندگی کو خراب نہ کریں۔ بلکہ ہمیں لازم ہے کہ خدا پر بھروسہ رکھیں۔ جو کہ زندگی میں ہماری تسلی اور موت میں اُمید ہے۔ تندرستی میں مت خیال کرو کہ تم بہت مدت جیوگے اور ایسے غافل نہ ہو کہ خدا کے احکام کو بھول جاؤ۔ اور تمہارے ذمہ جو واجب ہے اُسکو نہ بجا لاؤ اور یہ خیال نہ کرو کہ تم کو فرصت ملیگی۔ زندگی کا کچھ ٹھکانا نہیں ہے۔ اگرچہ بدن کے زور آور ہونے سے اکثر آدمیوں کو بیماری کم ہوتی ہے۔ پھر بھی کوئی زور آور آدمی مرنے سے نہیں بچ سکتا ہے۔ اس لئے ہر ایک آدمی کو لازم ہے کہ اپنی عمر کو اُن کاموں میں صرف کرے۔ جن سے کہ خدا تعالے راضی ہو ؛؛

زمین کی وسعت

زمین کا طول اور عرض تعین ظاہر بہت مشکل ہے۔ حقیقت میں طول صرف ایک ہے مگر عرض دو ہیں۔ ایک خط استوا کے شمال کو اور دوسرا جنوب کو۔ جن میں ایک شمالی قطب تک اور دوسرا جنوب کو۔ جن میں ایک شمالی قطب تک اور دوسرا جنوبی قطب تک ہے۔ کوئی شخص تا حال ان دونوں قطبوں تک نہیں جا سکا ہے۔ شمالی قطب کی طرف برف کے پہاڑ اور سمندر ہیں۔ اور جنوب کی طرف بھی قطب تک جانا مشکل ہے۔ لیکن مہندسوں سے ہمیں زمین کا رقبہ ۱۹ کروڑ پچانوے لاکھ بارہ ہزار پانچسو پچانوے میل مربع معلوم ہوا ہے۔ جسمیں سے سمندر وغیرہ ۱۶ کروڑ پانچ لاکھ بائیس ہزار اور ۲۶ میل ہیں۔ اور خشکی ۳ کروڑ ۸۹ لاکھ ۹۰ ہزار پانچسو اُنہتر میل ہی ہے۔ اسمیں سے وہ حصہ جو کہ یوروپ کہلاتا ہے۔ ۲۲۵۶۰۶۵ میل ایشیا ۱۰۲۶۸۸۲۳ میل افریقہ ۹۶۵۱۸۰۷ میل اور امریکہ ۱۲۱۱۰۸۸۲ میل ہی ہے۔ اس حساب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ زمین کا قریب تیسرا حصہ خشکی میں ہے۔

یہ بات شمار کی گئی تھی کہ تین ارب آدمی زمین پر لبا کرتے ہونگے لیکن حقیقت میں ایک ارب

نصائح دلپذیر و پند سودمند

(از دیوان بہادر رگھوناتھ راؤ صاحب مکمباکونم - مدراس)

اس ملک میں شاید ہی کوئی تعلیمیافتہ اور حبیب الوطن ایسا ہوگا کہ جو دیوان صاحب کے اسم مبارک سے واقف نہ ہو۔ دیوان صاحب اس اقلیم کے ان واجب التعظیم بزرگوار میں سے ہیں کہ جنکا دم اس زمانہ میں ہزار غنیمت سمجھا جاتا ہے۔ حقیقت یہہ ہے کہ دیوان صاحب اس رتبہ اور اس دل و دماغ کے آدمی ہیں کہ ہر ایک ملکی و مالی۔ تمدنی و اخلاقی۔ تعلیمی و تجارتی تحریک کے بانی انکی رائے حاصل کرنیکو موجب عین سعادتمندی سمجھتے ہیں دیوان صاحب ممدوح۔ مہرشی سوامی دیانند سرسوتی جی کے کمال مداح اور معتقد ہیں اور انکی تصانیف کو نہائت وقعت اور عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گذشتہ کانفرنس اول صنعت و حرفت۔ بنارس کے لئے دیوان صاحب نے چند نصائح دلپذیر تحریر فرمائی تھیں جنکا خلاصہ اس موقعہ پر ہدیہ ناظرین کرنا خالی از منفعت ثابت نہیں ہوگا (بنسبتی) خدائے ذوالجلال نے ہمیں تیز عقل اور زیادہ فہم و فراست عطا فرمایا ہے۔ اسنے ہمیں سب سے بہتر مذہب دیا ہے۔ ہمارے مذہب کے احکام یہہ ہیں کہ ہمارے فرائض جو ہماری ذات خاص کے متعلق ہیں جو ہمارے ابنائے جنس سے تعلق رکھتے ہیں اور جنکا واسطہ خدا سے ہے۔ انہیں ہم بوجہ احسن انجام دیں۔ ہمیں ہمارے مذہب کی یہ ایک خاص ہدایت ہے کہ ہم ترقی تعلیم میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اور صحیح علوم کے ذریعہ حقیقی خوشی حاصل کریں۔ خدا نے ہمیں ایک نہائت شاندار موقع دیا ہے۔ زرخیز زمین دی ہے ہماری کانوں میں بیش بہا

جواہرات اور قیمتی دھاتیں بھری ہوئی ہیں۔ ہمارے ملک میں بہت ۔ بڑے بڑے دریا ہیں جنکی نہریں ہمارے کھیتوں اور باغوں کو سرسبز و شاداب کرتی ہیں ان تمام اشیاء نے ہمارے ملک کو دنیا میں نامور اور ہمارے بزرگوں کو شہرۂ آفاق بنا رکھا تھا ہمارے فرمانروا بڑے بہادر اور رزم بزم کے نکات سے خوب واقف ہوا کرتے تھے انکے پاس مال دولت اور تمام لوازمات شاہی موجود تھے۔ انصاف کرنے میں بے ثانی تھے اور لوگوں سے بہت ہی واجبی محصولات لیا کرتے تھے ہمارے رشی دینی و دنیوی علوم کے خزانے تھے یہ سب یکساں التفات اور کرم کیا کرتے تھے مختلف علوم طبعی و علوم روحانی و مذہبی سکھایا کرتے تھے۔ ہمارے تجار و سوداگر اس کرۂ ارض کے ہر ایک حصہ میں جہاں انسان کا گذر ہو سکتا تھا۔ بغرض تجارت جایا کرتے تھے اور وہ سلطنت روما اور یونان میں بھی پائے جاتے تھے۔ وہ برابر بحری سفر اختیار کیا کرتے تھے اور مقامی تجارت اُنکے ہاتھ میں تھی۔ وہ ہمارے کارخانجات صنعت و حرفت کی حوصلہ افزائی کیا کرتے تھے۔ غرض اس متبرک بھارت ورش کی ایسی حالت کسی زمانہ میں تھی۔

اس زمانہ میں ہم غریب اور ناشاد نظر آتے ہیں۔ اسکی وجہ کیا ہے؟ یہہ ایک ایسا سوال ہے کہ جسپر اس ملک کے ہر ایک بہی خواہ کو غور کرنا چاہیئے۔ ہماری بدبختی و ادبار اور افلاس کے بڑے بواعث یہ ہیں کہ ہمارے رشی غائب ہو گئے ہیں ہماری تجارت زوال پذیر ہو گئی ہے۔ ہماری زراعت عدم توجہی کی حالت میں ہے اور اسکی ترقی کی راہ میں کئی رکاوٹیں ہیں۔ ہمارے کارخانجات صنعت و حرفت ابتر و برباد ہو گئے ہیں۔ ہمارا شوق یہہ ہو گیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے ممالک غیر کے مال کو خواہ کیسا ہی ردی اور ناپائدار ہو خریدیں اور اپنے دیسی مال کی خواہ وہ کیسا ہی اچھا اور مضبوط ہو بےقدری کریں۔ ہمارے تجاروں اور سوداگروں میں سے دوراندیشی اور معاملہ فہمی بہت ہی کم کیا بلکہ اگر یوں کہا جاوے کہ غائب ہو گئی ہے تو بیجا نہیں ہوگا۔ ہمارے اہل تجارت اور سوداگر اپنے ملک سے اُس مال کو باہر بھیجتے ہیں کہ جو انہیں اسی ملک میں رکھنا چاہیئے۔ یہہ مال محض بیکار اور لچر لوچ ہوتا ہے اگر ہم چاہیں تو اس سے اچھا خود تیار کر سکتے ہیں۔ مگر یہہ نہیں کرتے۔ ممالک غیر کا خرید کر لاکھوں کروڑوں روپیہ بلا وجہ۔ غیروں کی نذر کرتے ہیں اگر ہم چاہیں تو اب بھی اس گئی گذری حالت میں اپنی ضروریات

سے بہت زیادہ اناج پیدا کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے۔ اگر ہم چاہیں تو اسقدر روئی اور اُون پیدا کر سکتے ہیں کہ اپنی تمام ضروریات پوری کر کے غیر ممالک میں سوتی اور اونی مال لیجاویں اور فائدہ کثیر حاصل کریں مگر نہیں کرتے۔ اگر ہم چاہیں تو ایسی نفیس روئی پیدا کر سکتے ہیں کہ جس سے کسی زمانہ میں ڈھاکہ کا نام روشن تھا اور ابتک ہے۔ ہم موٹا اور باریک سب قسم کا اونی مال تیار کر سکتے ہیں۔ ہم شاندار اور حیرت انگیز عمارت بنا سکتے ہیں ہمارے مندروں کے اونچے اونچے کلس ابتک لوگوں کو حیران کرتے ہیں۔ ہمارے ظروف اور دھات کی چیزیں اور سونے چاندی کے زیورات ابتک دنیا کو ششدر کر دینے کے لئے کافی ہیں۔ ہماری کانیں پتھر کے کوئلوں۔ ہیروں سونے اور قیمتی پتھروں سے معمور ہیں۔ مگر حیف ہے کہ ہم انہیں استعمال میں نہیں لاتے۔ علم طبقات الارض سے ہمیں چنداں مس نہیں ہے۔ ہمارے کاریگر فاقہ کشی کرتے ہیں اور ہمارے باشندے خشک سالی کی کثیر تعداد میں نذر ہو جاتے ہیں۔ ہمارے رشیوں نے جو علوم و فنون ہمیں سکھائے تھے ہم وہ بھول گئے ہیں اور ہمارے تاجروں میں نہ وہ حوصلہ رہا ہے اور نہ وہ الوالعزمی باقی رہی ہے کہ وسیع پیمانہ پر کاروبار کریں۔ ان امور کا نتیجہ یہ ہے جو آج ہم بھگت رہے ہیں اگر ہم اس افلاس اور بیروزگاری کی نحوست کو جو تمام ملک پر چھائی ہوئی ہے۔ دور کرنا چاہتے ہیں تو ہمیں عین مناسب ہے کہ کاہلی کو پاس تک نہ آنے دیں فی الفور اپنے رشی منیوں کے علوم و فنون کو تازہ کرنے کے لئے کمربستہ ہو جاویں انکی ترویج اور اشاعت میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں اپنے ملک کی زراعت کو جہانتک ممکن ہو سکے ترقی دیں۔ اپنے دیسی کارخانجات صنعت و حرفت کی ہمت دوبالا کریں انہیں کبھی ہراساں نہ ہونے دیں۔ اپنی دیسی چیزوں سے ہمیں عشق ہونا چاہیے۔ ممالک غیر کی نکمی رو غنی اور بھڑکدار اشیاء کی جانب ہرگز مائل نہوں۔ ہمکو چاہیے کہ اپنے ہادی اور رہنما انتخاب کریں۔ اس کام کو بہت سوچ سمجھکر اور ہر طرح کے نشیب و فراز دیکھکر کریں مگر جب کر لیں تو سبکو متفق ہو کر انکی ہدایت پر عمل کرنا چاہیے۔ انکی رائے کو انتہا درجہ وسیع سمجھیں اور ہر ایک موقع مناسب پر انکی سرداری کو علانیہ تسلیم کریں ہمیں چاہیے کہ ادب قاعدہ کو اپنے ہاتھ سے نہ دیں اور اپنے رہبروں اور پیشواؤں پر کامل اعتماد کرنے کی عادت ڈالیں۔ کوئی فوج خواہ

تعداد میں وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ کبھی بغیر سپہ سالار کے فتح حاصل نہیں کر سکتی۔ زمانہ سلف میں ہمارے
ہر صیغہ دینی و دنیوی کے رہبر اور پیشوا ہوا کرتے تھے۔ اُنکی فرمانبرداری سے ہمنے تمام دنیا کو فتح کر لیا
تھا۔ ویدک مذہب کی اشاعت اور ترقی ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے، اگر ہم صدق دل سے چاہیں
تو اب بھی پہلے سے جملہ اسباب و سامان مہیا ہو سکتے ہیں۔ غرض ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟
(۱) یہ کہ قدیم اور جدید آلات کشاورزی کے ذریعہ جہانتک ممکن ہو سکے زراعت کو ترقی دیجیئے جسقدر
اسوقت خوراک پیدا ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ پیدا کیجیئے یہ مقدم کام ہے (۲) دو یا تین سالوں
کے لیئے غلہ ضرور جمع رکھنا چاہیئے۔ ملک سے باہر نہ جانے دیا جائے مبادا آئندہ دو تین سال موسم موافق
نہ ہوں (۳) ان تمام ضروریات کو پورا کر کے ہر قسم کا غلہ باہر بھیجیئے اور روپیہ کمائیے (۴) اگر اشد ضرورت
ہو تو حکام وقت سے بھی ان اغراض کی تکمیل میں امداد کے خواہاں ہونے میں پس و پیش نہ کیجیئے۔
(۵) جہانتک ممکن ہو سکے کپاس کے رقبہ میں اضافہ کیجیئے اور اعلیٰ سے اعلیٰ قسم کی روئی پیدا کرنے کے
لیئے لگاتار تجربات کیجیئے تاکہ وہ دن جلد آ جائے کہ ہم ممالک غیر کی نفیس روئی کا مقابلہ کر سکیں۔
(۶) جہانتک ممکن ہو سکے متفقہ سرمایہ سے مشترکہ کارخانجات سوت اور اون قائم کیجیئے اور سوتی اور
اونی کپڑے کی توفیر میں کوئی تدبیر اٹھا نہ رکھیئے (۷) اس ملک کے مختلف حصوں میں کانیں کھدوائیے
اور دھاتیں کوئلہ وغیرہ نکالنے کے سامان بہم پہونچائیے (۸) آبادی بڑھ رہی ہے اسکے لیئے جسقدر ممکن
ہو سکے ذرائع معاش نکالیئے تاکہ ہمارے ہموطن۔ غریبی۔ عسرت اور تنگی سے ایام بسر نہ کریں۔ اگر جاری
کرنا چاہیں تو ہم بیشمار اقسام کے کارخانجات قائم کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے۔ (۹) اس ملک کی قدیم
عزت بدستور سابق قائم رکھنے کے لیئے لوگوں کو راستبازی اور دیانتداری سکھائیے۔ انہیں اصل
بہادر بننے کے طریق سمجھائیے۔ قوت بازو پیدا کر کے کھانے کی عظمت ان کے ذہن نشین کرائیے
اور خوشامد اور غیر ذہنی محتاجی سے انہیں نفرت دلائیے۔ اپنے مذہب کی عزت اور اپنے آبا نفس کی محبت کا مادہ پیدا کرنا ہمارا فرض
ہے (۱۰) اُن تمام بُری رسوم اور ذلیل عادات کو جو ہمارے ہموطنوں میں رائج ہو گئی ہیں جڑ سے
اکھاڑنے میں ذرا تامل نہ کیجیئے۔ مراسم قبیحہ اور ناشائستہ اطوار نے ہمیں تباہ کر دیا ہے۔ (۱۱) نیک اطوار
پاکیزہ خیالات اور عمدہ خوراک کے ذریعہ اپنے جسم کی ترقی کیجیئے تاکہ ہم سب باحوصلہ چست مستعد
محنتی اور جفاکش بن سکیں۔ ہمارے اخلاق کو کوئی انگشت نما نہ کر سکے اور لامذہبی کے عیب اور ہم

نعتوں ... مکرا بپرواہ رہتے ہیں اور اسپر غور نہیں کرتے ایسے شاذ ہی ہوتے ہیں جو غور کو کام
میں لاتے ... انتہا تک پہونچتے ہیں اور بالاخر انہیں عام لوگوں کے لئے راستہ دکھلانے والے
کرنا چاہیے کہ ... ۔ اگر پنڈت لیکھرام معمولی انسان ہوتا اگر وہ معمولی طبقہ سے ذرا بھی اوپر نہ ہوتا
کیسی ہوگی ؟ ... دیگر لاکھوں کیطرح وہ بھی اپنی زندگی کے دن پورے کر جاتا مگر نہیں وہ ایک سنسکرت
۱۔ اگر وہ رو ... ی بنا پر ہوتی ہے بلکہ ... ایک شمع دیانند کی روشنی کو دیکھتا
یا شیر کی سی ... لیا جائے ۔ چنانچہ جسطرح ہر جاندار کی فزیالوجی جدا جدا ... خاص طریق پر اسکو
کہ جن جانورو ... میں بھی بین فرق نظر آتا ہے ؎
سے بینائی نہیں ... سلطق میں اخلاق کا حصہ ضرور ہوتا ہے ۔ اگرچہ وہ بالکل طبعی ... ہرم اپدیش
۲۔ وہ زمین ... عمداً اُن سے کبھی سرزد نہیں ہوتا ۔ اس امر کے ثابت کرنے کے لئے ... اتھ زبانی
ہوئے ۔ اسوا ... فلسفیانہ کاوش کی ضرورت نہیں ہے ۔ بلکہ صرف سائنس مشاہدہ کی رہنمائی جسمیں
نکلی ... سخت ... ہوئی

یعنی ہم جنس جانوروں میں خفیف فرق سے بہت سے فریق نظر آتے ہیں اور ہر ایک فریق ...
اوصاف ذاتی علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں ۔ مگر جنسیت کے باعث مختلف فریق کے نر و مادہ
کا جوڑا پل ہو سکتا ہے اور اُنسے جو دوغلہ بچہ پیدا ہوتا ہے اُسمیں دونوں کے اوصاف موجود
ہوتے ہیں ۔ مثلاً جبریا اور ... کا یا کبوتر اور فاختہ کا جوڑ نہیں ملسکتا لیکن مختلف ذات کے
کبوتروں کابلی کا لسادری یا گولے کا شیرازی وغیرہ سے میل ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ پرندوں میں
مُرغ جنس کے متعدد فریق ۔ اصیل ۔ ٹینی ۔ گھاگس ۔ جاوا ۔ پہاڑی ۔ کڑکنات روزمرہ ہمارے
مشاہدہ میں آتے ہیں اور یہ سب آپس کے میل سے نسل پھیلاتے ہیں ۔ اصیل مُرغ کی عادت
ہے کہ لڑائی میں ٹینی یا گھاگس کیطرح دوڑ کر لات نہیں مارتا ۔ یہ بات اصیل کی تمام نسل
میں پاؤ گے ۔ جسقدر دوسرا میل ہو گا اسی نسبت سے یہ صفت کم ہوتی جائیگی ۔ ایسا ہی کبوتر
اور کتے میں اونٹ اور گھوڑے میں سمجھ لو ۔ انسان میں ۔ انسان میں یہ بات نہیں ہوتی
بلکہ شجاع کی اولاد بزدل ۔ مستقل مزاج کی متلون طبیعت ... بخیر کی ممسک ۔ منتظم و کفایت
کی فضول خرچ ... بھی جاتی ہے کیونکہ انسانی اخلاق ... کچھ لکھا ۔ ایسی ناخوش ... حرکات

تعداد میں وہ کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو۔ کبھی بغیر سپہ سالار کے فتح حاصل نہیں کر سکتی۔ زمانہ سلف
ہر صیغہ دینی و دنیوی کے رہبر اور پیشوا ہوا کرتے تھے۔ اُنکی فرمانبرداری سے ہمنے تمام دنیا کو
تھا (بدہ مذہب کی اشاعت اور ترقی ابھی تھوڑے دنوں کی بات ہے) اگر ہم صدق
تو اب بھی پہلے سے جملہ اسباب و سامان مہیا ہو سکتے ہیں۔ غرض ہمیں کیا کرنا چا
(۱) یہ کہ قدیم اور جدید آلات کشاورزی کے ذریعہ جہانتک ممکن ہو سکے زراعت کو تر

اسوقت خوراک پیدا ہوتی ہے اس سے بہت زیادہ ... ہوتی ہیں کہ مشکل سے نظر آتی ... (۲) وہ ہے۔ بے تکلف
کے لیئے غلہ ضرور جمع ... برداشت بہت کم کر سکتا ہے۔ پنجے۔ ناخن۔ شالوز ... میں مشہور ہے
نہ ہوں (۳) ... کے موافق۔ راحت و آرام کی لذت سے بھی واقف ... دیا ہین رکھی
ہو تو حکا ... گھاس پات کی گدگدی پیال بچھائے رکھتا ہے؛ اور جب ... ب ایسا جلدی
(۵) جہانتک ... تا ہے تو اسپر بڑا اینڈا کرتا ہے۔ ... آڑا ابھرتا ہے
لیئے ... سے بچنے کی بڑی عمدہ تدبیر کرتا ہے۔ اپنے ہیڈکوارٹر میں ایک بڑا ... نکلنے ایسے
(۶) ... ل سرنگیں اور سرنگوں میں کئی راستے ہوتے ہیں۔ خوف کے وقت پہلے دور سے ... ہال ... پیچھے کے راستے
... آتا ہے اور پھر جسطرف سمیٹ بند ملے ہے بھاگ جاتا ہے۔

... تماشہ کی بات سنو! اسکی گھنڈار اور ملائم سمور ہر طرف مُڑ کر صاف ہو جاتی ہے اور جانوروں
میں یہ بات نہیں ہوتی۔ یہ اسلیئے کہ کور موش تنگ بلوں میں آگے پیچھے ہر طرف بے تکلف
دوڑینگے؛

عموماً کرم خور ممالیہ ڈرپوک ہوتے ہیں مگر یہ خاکشی اور مستقل مزاجی کے ساتھ بڑا
خونخوار ہے۔ لڑائی میں جب دشمن پر فتح پاتا ہے تو جھپٹ اسکو پھاڑ ڈالتا ہے اور زخم
میں منہ ڈالکر خون پی جاتا ہے؛

یہانتک ہمنے زیادہ تر فزیالوجی کی بنا پر موٹی موٹی بدیہی باتوں سے صرف یہ بیان کیا
ہے کہ جس جانور کو جیسی زندگی بسر کرنی ہے خدا نے اپنی حکمت اور رحمت سے ایسے ہی سامان
سکو عطا فرمائے ہیں۔ اور یہ بات نباتات اور حیوانات میں مشترک پائی جاتی ہے مگر اب
دیکھنا چاہیئے کہ حیوانات میں ... ات سے عقل و اخلاق کا جزو زیادہ حصہ ہے اسکی کیا

سے دیکھکر لاپرواہ رہتے ہیں اور اسپر غور نہیں کرتے ایسے شاذ ہی ہوتے ہیں جو غور کو کام
میں لاکر انکی تہ تک پہونچتے ہیں اور بالآخر انہیں عام لوگوں کے لئے راستہ دکھلانے والے
ہوتے ہیں۔ اگر پنڈت لیکھرام معمولی انسان ہوتا اگر وہ معمولی طبقہ سے ذرا بھی اوپر نہ ہوتا
تو ہزاروں اور لاکھوں کیطرح وہ بھی اپنی زندگی کے دن پورے کرجاتا مگر نہیں وہ ایک سنسکرت
آتما تھی اور عمدہ دل و دماغ اسکے حصے میں آیا تھا یہ ناممکن تھا کہ رشی دیانند کی روشنی کو دیکھتا
اور معمولی طور سے پاس کو گذر جاتا۔ آپنے۔ اس روشنی کو جذب کیا اور خاص طریق پر اسکو
ظاہر کرنے کا موجب ہوا

تحریری و تقریری کام

اجمیر سے واپس آکر آپنے تحریر کا کام شروع کیا اور پشاور سے رسالہ دھرم اُپدیش
ویدک دھرم سے لوگوں کو مستفید بنانے کیلئے جاری کیا۔ ساتھ ہی ساتھ زبانی
اُپدیش سے بھی کام لیا چنانچہ شراب کی برائیوں کو روکنے کے لئے ایک بہت بڑا جلسہ کیا جسمیں
کمانڈنگ آفیسر تک شریک ہوئے۔ تقریر بھی تحریر کیطرح حد درجہ موثر تھی اور سامعین کے دلوں
پر نہ صرف قابض ہوتی ہوئی ثابت ہوئی بلکہ قبضہ بھی کر گئی۔ مگر کیا ایسی آتما کے لئے جو ہزاروں
اور لاکھوں دلوں پر متاثر ہونیوالی ہو نوکری یا غلامی کا تنگ دائرہ مناسب یا مفید ہو سکتا
ہے؟ اور کیا ایسی آتما کے لئے جو دنیا کی آزادی کے لئے پیش خیمہ ہونیوالی ہو کوئی ایسی
بندش جو خیالات اور جذبات کی گلوگیر ہو دیرپا زنجیر ہو سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ پس پنڈت
لیکھرام کے لئے کب ممکن تھا کہ سوامی دیانند کی خاص سپرٹ سے حصہ پاکر پولیس یا کسی
اور طرح کی غلامی کا حلقہ بگوش رہتا جھٹ نوکری کو دھتا بتا سنہ ۸۴ء کے نومبر میں آپ
لاہور آ دھمکے۔ اور سنسکرت دیاکرن کی ترقی کرتے ہوئے اخبار آریہ گزٹ فیروزپور کے
ایڈیٹر بنگئے۔ اب آپکی اندرونی طاقتوں کے ظاہر ہونیکا وقت آگیا تھا اور موقعہ تھا کہ رشی
دیانند کی روشنی کی شعائیں پھیلائیں جائیں۔ آپنے اسکا پورا فائدہ اٹھایا اور ہر قسم کی
برائی اور ہر ایک ست سناتن کی غارت کن آواز کو پوری قابلیت اور استقلال کیساتھ دبانا
شروع کیا۔ مجھے یاد ہے کہ کرنال کے ایک سناتنی اخبار قیصر ہند نے باوجودیکہ اسکا مالک
اور ایڈیٹر ایک ہندو پنڈت تھا گئوکشی کے جواز میں کچھ لکھا۔ ایسی ناخوش کن حرکات

کبھی کبھی سرزد ہوتی رہی ہیں مگر پنڈت لیکھرام کی تیز نظر کب چھوڑنے والی تھی فوراً اُسے
لیے آڑے ہاتھوں لیا کہ دو تین پرچوں میں ہی ہمارے سناتنی اخبار کی چیں بول گئی۔ عیسائی
اخبار نور افشاں وغیرہ نے بھی دبی دبی چوٹیں شروع کیں مگر دوسری جانب (پنڈت لیکھرام)
کے آتشیں ہتھیاروں سے خون کھا کر جلد ہی دبک گیا۔ دیو سماجی اخبار نے بھی لاہور سے
چڑچڑانا شروع کیا۔ مگر اسنے بھی ایسی منہ کی کھائی کہ اپنا مرکز چھوڑ بھاگا۔ ان سب کے علاوہ
مرزا غلام احمد قادیانی نے ۔ ۔ ۔ لامی دائرے سے کسیقدر باہر قدم نکالکر سر اُٹھایا اور ایک کتاب
براہین احمدیہ لکھکر ویدک تعلیم پر بے اصول راگ الاپنا شروع کیا۔ پنڈت صاحب نے بھی کتاب کا جواب کتاب کی شکل میں
بنام تکذیب براہین احمدیہ دے کر گھسیٹا۔ جہانتک ہمیں یاد ہے نوید ہیوگان کی لعبہ پہلی کتاب تھی کہ جسنے انکی لیاقت محمدی کی تیز
دست رسی اور طاقت تحریر کا ڈنکہ تمام ہندوستان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک ہر کہ و مہ تک پہونچا دیا۔

کتب اپنے اسطرح بیچ کے بعد دیگرے تینتیس ۳۳ کتب لکھیں جنمیں سے ۹ کتب کسی خاص
مذہب سے متعلق نہیں ہیں۔ چھ میں پورانکوں۔ سات میں عیسائیوں اور گیارہ میں مسلمانوں
کے اعتراضوں کی تردید کی ہے۔ ان جملہ کتابوں کو مطبع ستیہ دہرم پرچارک نے ایک جلد
موسومہ کلیات آریہ مسافر کی شکل میں چھاپ دیا ہے جو مطبع مذکور سے دو روپیہ میں مل سکتا ہے
انکے علاوہ ایک اور ضخیم کتاب "جیون چرتر مہرشی دیانند سرستی" بھی آپنے لکھی ہے غرضیکہ یہہ سب
کتابیں تقریباً چار یا پانچ ہزار صفحوں کا مضمون ہیں۔ اور اس سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ
۱۲ سال کے قلیل عرصہ میں جبکہ ہندوستان کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک گھومتا جا بجا لیکچر
دینا اور بحث مباحثہ بھی کرنا پڑتا تھا۔ اسقدر تحریر کسی معمولی دماغ کا کام نہیں ہو سکتا۔

عام مضامین کی ۹ کتب ہیں جو کتابیں کسی خاص مذہب سے تعلق نہیں رکھتیں حسب ذیل ہیں۔ تاریخ دنیا۔ اسکی
جلد اول میں سرشٹی سمت اور آریہ گرنتھوں تک۔ منو سمرتی۔ سوریہ سدہانت
اشٹادہیائی۔ مہابھارت۔ چھ درشن اور چانک نیتی کی زمانوں کی تحقیقات بڑے فاضلانہ طریق پر
کیے ہوئے۔ موجودہ مورخوں کی غلطیوں کو طشت از بام کیا ہے۔ جلد دوم میں سوامی
شنکر آچاریہ اور مہاراجہ وکرم آدیتہ کی زمانوں کی تحقیقات کی ہے۔ پھر چاروں ویدوں کی
اُدپتی شروع زمانہ میں ثابت کرتے ہوئے یہہ بتلایا ہے کہ آریہ ورت میں لکھنا کب چلا

ویدک زمانہ ۔ رامائن ۔ حکیم بھاسکر آچاریہ اور پورانوں کے زمانہ کی تحقیق کی ہے ۔ آخر میں تمام رائج الوقت سمتوں کی تفصیل دی ہے ۔

(۲) ثبوت تناسخ ۔ یہہ بڑی ضخیم کتاب ہے ۔ اسمیں زمانۂ سلف اور موجودہ کے آریہ رشیوں اور مغربی فاضلوں کے حوالے اور زبردست عقلی دلائل سے مسئلہ تناسخ کو نہایت ہی فاضلانہ طریق پر ثابت کیا ہے ۔ اور تمام اعتراضوں کے جوابات اس خوبی سے دئے ہیں کہ دیکھنے سے ہی تعلق ہیں ۔ (۳) سری کرشن کا جیون چرتر ۔ اسمیں سری کرشن کا جیون چرتر دیتے ہوئے پورانوں کی بیہودگی خود پورانوں سے ثابت کی ہے ستری شکشا و ستری سنسکار کے مسائل پر دونوں عمدہ اور مدلل تحریریں ہیں ۔ اور مختلف ستریوں کے حالات دیتے ہوئے تمام ضروری امور خانہ داری پر قیمتی سبق دئے ہیں (۶) آریہ ہندو اور نمستے کی تحقیقات ۔ اسمیں ثابت کیا ہے کہ ہندو لفظ فارسی کا ہے اور سنسکرت کتب میں کہیں نہیں آیا ۔ ساتھ ہی بتلایا ہے کہ نمستے سے بڑھکر کوئی لفظ نہیں جسکو متقدم و متاخر اور ہر پایہ کا شخص برابر استعمال کر سکے مُردہ ضرور جلانا چاہئے ۔ اسمیں حکیمانہ طور پر مُردہ جلانے کے فوائد جتلائے ہیں ۔ (۸) پرتت اودھارن ۔ یہہ کتاب شدھی و شیہ پر ہے جسمیں زبردست تاریخی واقعات سے ثابت کیا ہے کہ شدھی کا رواج پرانے زمانہ سے چلا آتا ہے ۔ اور اسکے اب مکرر رواج کی سخت ضرورت ہے (۹) دھرم پرچار ۔ اسمیں غیر قوموں میں ویدک دھرم پرچار کی ضرورت بڑے پُر زور الفاظ میں بیان کی ہے ۔

ہندو دھرم کے متعلق | ہندو دھرم کے متعلق آپنے چھ کتابیں لکھی ہیں جنکے نام یہ ہیں ۔ (۱) پوران کسنے بنائے ؟ (۲) دیوی بھاگوت پریکشا ۔ (۳) مورتی پرکاش ۔ (۴) عطر روحانی ۔ (۵) سانچ کو آنچ نہیں ۔ (۶) رامچندر جی کا سچا درشن

کتاب (۱) میں ثابت کیا ہے کہ اکثر پوران مسلمانوں کے وقت میں تصنیف ہوئے ہیں ۔ نمبر ۲ و ۳ و ۶ کی کیفیت نام ہی سے ظاہر ہے ۔ نمبر ۴ نظم میں ہے اور تمام دھارمک اصول اور برہم گیان کا خلاصہ اسمیں آجاتا ہے ۔ نمبر ۵ میں ایک کالستھ کے سوامی دیانند رت کتابوں پر اعتراضوں کے نہایت فاضلانہ جواب دئے ہیں ۔

عیسائیوں کے متعلق عیسائیوں کے متعلق سات کتابیں ہیں اول کرسچین مت درپن اسمیں بائبل کی ادہ میڑ بن ہے۔ صداقت الہام یہہ ایلن ہیوم کی کتاب No Revelation infallible (اغلاط الہام) کی تردید میں ہے جو برہمو سماج نے شائع کی تھی سچے دہرم کی شہادت۔ دین حق کا جواب باصواب ہے جو لودہیانہ مشن سوسائٹی سے شائع ہوئی تھی۔ نجات کی اصلی تعریف۔ یہہ وہ مباحثہ ہے جو پنڈت لیکھرام جی اور سید غلام قادر شاہ میں ہوا تھا صداقت رگوید یہ پادری عبداللہ آتھم کی اعتراضوں کا جواب ہے مسئلہ نیوگ۔ یہ پادری ولیمس کے اعتراضوں کا جواب ہے۔ اور یم بھی سوکت کا ترجمہ اسمیں دیا ہوا ہے صداقت اصول و تعلیم آریہ سماج۔ اسمیں پادری کھڑک سنگھ کے چھ لیکچروں کا جواب ہے اور دیکھنے کے قابل ہے۔ ان سات کتابوں نے عیسائی دہرم کے منہ پر وہ مہر خموشی لگائی کہ پنڈت جی کی زندگی میں جہانتک ہمیں معلوم ہے اور کوئی کتاب عیسائیوں کی طرف سے ایسی شائع نہیں ہوئی جسمیں آریہ سماج پر اعتراض ہوں۔

مسلمانوں کے متعلق مسلمانوں کے متعلق آپنے ۱۱ کتابیں لکھی ہیں اور ایسی لکھی ہیں کہ دیکھنے سے ہی انکی خوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ انمیں سے تکذیب براہین احمدیہ جلد اول و جلد دوم اور نسخہ خبط احمدیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے شاگرد رشید مولوی نورالدین کے اعتراضوں کا البا قلع قمع کیا ہے کہ کئی برسوں تک ان لوگوں کے حواس بجا نہیں تہے۔ ابطال بشارت احمدیہ۔ یہ مولوی ابو رحمت حسن کے چار رسالوں کا جواب ہے۔ رسالہ جہاد اسمیں رسالہ جات مسئلہ جہاد۔ رسالہ جہاد۔ اعجاز و تہذیب الاسلام و تفسیر قران مصنفہ سر سید احمد کے اس مسئلہ کے متعلق پول کھولے ہیں اور ثابت کیا ہے کہ جہاد اشاعت اسلام کا سب سے بڑا موجب تھا۔ اظہار حق۔ یہہ ابو رحمت حسن کی کتاب وید مقدس کی حقیقت کا جواب باصواب ہے حجۃ الاسلام۔ یہہ مولوی عبداللہ کی کتاب حجۃ الہند کی تردید ہے اسمیں دکھلایا ہے کہ قران و پوران میں بہت ہی قریب تعلق ہے۔ راہ نجات یہہ رسالہ عدم نجات آریہ مصنفہ مولوی محمد خلیل کا جواب ہے اور ایسا جواب ہے کہ مولوی صاحب کے حواس ایسے غائب ہوئے کہ آجتک واپس نہیں پھرے۔ صداقت دہرم آریہ بجواب رسالہ صدقۂ جاریہ مصنفہ مولوی عبدالمجید ہے اسکی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ پنڈت صاحب کی زندگی میں مولوی صاحب کوئی

جواب نہ دے سکے۔ انکی وفات کے بعد البتہ آپنے اسکے رد میں رسالہ التصدیق صدقہ جاریہ لکھا تھا۔ جسکا جواب باصواب فوراً ہی راقم کی جانب سے رسالہ التصدیق صداقت دہرم آریہ میں دیا جا چکا ہے۔ اسکو چھپے ہوئے کئی سال گذر گئے ہیں مگر مولوی صاحب کیطرف سے ہنوز بروز اول ہے۔ رد خلعت اسلام مولوی عبد الحمید کے رسالہ خلعت اسلام کی تردید میں ہے۔ اسمیں مولوی صاحب کے ان اعتراضوں کا جواب ہے جو انہوں نے آریہ سماج پر بمقام اجمیر کئے تھے۔ آئینہ شفاعت یہہ بزبان فارسی مسلمانوں کی خدمت میں بطور ایک اپیل کے ہے اور جسمیں انکو آریہ سماج کے جھنڈے کے نیچے آنے کی دعوت دی ہے۔

طرز تحریر ویدک دہرم کے مخالفوں نے عام طور پر مشہور کر رکھا ہے۔ کہ پنڈت لیکھرام جی کا طرز تحریر بہت ہی سخت اور انکی نکتہ چینیاں حد اعتدال سے بڑھی ہوئی ہوا کرتی تھیں لیکن جب کبھی صبر و تحمل سے تحقیقات کا موقعہ ملا تو ہر ایک مخالف کو اس قسم کے دعوے سے شرمندہ ہونا پڑا۔ جسوقت دہلی کے صاحب ڈپٹی کمشنر کی عدالت میں مسلمانوں کی طرف سے دعوے دائر ہوا تھا۔ اُسوقت صاحب موصوف نے بڑی سنجیدگی اور غور سے پنڈت جی کی کتابوں کے وہ وہ حصے سُنے تھے جنکو کہ محمدیوں کے ڈیپوٹیشن نے سخت تبلایا تھا اور آخر کار فتوی یہ دیا تھا کہ باوجود ظاہرا سخت معلوم ہونے کے اس شخص کا طرز بیان ایسا عجیب ہے کہ کبھی بھی خود بخود دوسرے پر حملہ نہیں کرتا اور جواب بھی ایسی معقولیت سے دیتا ہے کہ قانونی شکنجہ میں آنا تو درکنار ہر ایک انصاف پسند آدمی کو اُسکی داد دینی پڑتی ہے۔ بقول مرحوم مسٹر کرسٹی صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس دو تین دفعہ مسلمانوں کی شکائت پر جب آپکی کتابوں کی پڑتال گورنمنٹ نے کرائی تو ہر مرتبہ نتیجہ یہی نکالا گیا کہ ان تحریروں میں کوئی بات قابل گرفت نہیں ہے۔ ہاں ان کتب کا مصنف اپنے دہرم کا کسی قدر پرجوش محافظ نظر آتا ہے۔ پھر کیوں جملہ مخالفین عموماً اور ہمارے محمدی بھائی خصوصاً پنڈت لیکھرام جی کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہے اور ان محمدی بھائیوں میں سے بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے کیوں آپکی مخالفت میں مذموم سے مذموم ذرائع اختیار کئے۔ اسکے جواب میں مرزا صاحب کی نسبت وہ خط و کتابت پڑھ لینا ہی کافی ہے جو آپکے اور مرزا صاحب کے درمیان ہوئی اور جو تکذیب براہین احمدیہ

جلد اول و دوم کے آخر میں موجود ہے۔ رہی عام طور پر محمدی بھائیوں کی مخالفت۔ اسکی وجہ یہہ ہے کہ انکے مذہب کو اس زمانہ میں پنڈت لیکھرام سے بڑھ کر کسی شخص نے بھی دھکا نہیں لگایا۔ منشی اندرمن صاحب مرادآبادی گو بڑے زبردست منشی تھے اور انکی قلم میں مخالف کو بس پا کرنے کی بڑی طاقت تھی۔ لیکن انکی تحریریں مخالفوں کے عقائد کو ہلانے کا کام نہیں دے سکتی تھیں۔ برخلاف اسکے آپکا طرز تحریر ہی ایسا ہے کہ باید و شاید اپنے ہر ایک دعوے کی بابت آپنے بیسوں امور واقعہ دیئے ہیں اور محققانہ طور پر اپنے نکالے ہوئے نتائج کے لئے تاریخی ثبوت پیش کئے ہیں۔ پس انکی تحریر میں واقعی جو زور ہے اسکا اندازہ وہی صاحب لگا سکتے ہیں جنکے عقائد کو ان تحریروں نے جڑھ سے ہلا دیا ہے۔

طرز تقریر طرز تحریر کیطرح طرز تقریر بھی آپکا نرالا تھا۔ اور اسقدر پر جوش تھا کہ بعض مخالف اسکو نہایت سخت محسوس کرتے تھے۔ اسکا سبب بالعموم یہ ہوتا تھا کہ آپکو بناوٹ سے قطعی پرہیز تھا۔ اور بے لاگ صاف صاف الفاظ میں اپنا مافی الضمیر ظاہر کر دیتے تھے۔ اس سے انہیں سروکار نہ تھا کہ دنیوی لحاظ سے .... مخالف یا معترض کس پایہ کا ہے۔

کیریکٹر آپ کمال جفاکش اور حد درجہ مستقل مزاج تھے۔ گھبراہٹ تو کبھی انکے پاس پھٹکتی تک بھی نہ تھی۔ اسکے ثبوت میں انکا بارہ سالہ کام ہی شہادت ہے جس کام کو آپ ہاتھ لگاتے تھے کمال جفاکشی اور استقلال کے ساتھ پورا کرتے تھے۔ یہ ناممکن تھا کہ ایک کام شروع کیا اور مشکلات سے گھبرا کر اسکو چھوڑ دیا ہو۔ اسکا پتہ آپکے کام کرنے کے طریق سے ہی لگ سکتا ہے مثلاً انگریزی وہ قطعی نہ جانتے تھے پھر بھی انگریزی کتب سے وہ وہ عجیب و غریب حوالہ جات اور خلاصے اپنی کتب میں درج کئے ہیں جو نہایت قیمتی ہیں آپکی عادت تھی کہ جب کسی انگریزی دان فاضل سے ملتے تو اسی مضمون کے متعلق اس سے بحث کرتے جو ان دنوں آپکے زیر نظر رہتا تھا۔ اسوقت جس کتاب کا پتہ آپکو لگا جبتک کسی نہ کسی لائبریری میں جاکر اسے حاصل نہ کر لیتے آپ دم نہیں لیتے تھے پھر مختلف گریجوایٹوں سے آپ ترجمہ کرا کے جب پوری صحت کر لیتے تھے تب کہیں آپ درج کتاب کرتے تھے۔ دل کے آپ بڑے ہی نرم تھے۔ کسیکو تکلیف میں دیکھ کر بالکل بے چین ہو جایا کرتے تھے۔ اور جبتک اسکی تکلیف دور نہ ہو لیتی آرام سے نہیں بیٹھتے تھے۔

لیکن جب آپ تکلیف میں ہوتے تو اس سے قطعی بے پرواہ رہتے تھے۔ ایک مرتبہ آپ کرنال
تشریف لائے۔ اُسوقت دنبل کی سخت تکلیف تھی۔ ڈاکٹر نے رائے دی کہ سفر سے کم از کم ایک
ماہ پرہیز ہونا چاہیئے۔ جس خوشامد درآمد اور اصرار سے آپکو کہا گیا وہ ہم ہی لوگ جسطرح جانتے
ہیں۔ سخت سے سخت چیر پھاڑ کے وقت بھی کبھی چہرہ پر شکن نہ آتا تھا بے چینی کا تو کیا ذکر۔
آپ ہمیشہ آریوں کو تاکید کرتے رہتے تھے۔ کہ پُرانے زمانے کا کیرکٹر اختیار کریں اور اسکے لئے
آپ کہا کرتے تھے کہ سب سے اول مہمان نوازی کو سرسبز کرنا چاہیئے۔ آریوں کو خفیف سی لاپرواہی
یا غلطی پر آپ سخت نادم کیا کرتے تھے بلکہ بعض وقت غصہ یا رنجیدگی بھی ظاہر کرتے تھے کیونکہ
آپکی ہمیشہ یہ خواہش رہتی تھی کہ آریہ سماج کے جو ممبر قلم اور زبان سے بنی نوع آدم کی پوری
خدمت نہیں کر سکتے اُنکو کم از کم اپنے کیریکٹر سے تو لوگوں پر اثر ڈالنا چاہیئے۔ اسمیں کلام
نہیں کہ آپکی دلیری۔ آپکے اندر یہ دمن۔ آپکے سچے وشواس۔ علمی لیاقت اور سچی تحقیقات کے
ساتھ ساتھ ویدک دہرم کے ساتھ۔ خاص پریم نے بعض کی نظروں میں آپ کو کسی قدر متعصب بنا دیا
تھا۔ مگر یہ پریم یا التعصب آپکے اندھا دھند وشواس کا نتیجہ نہ تھا بلکہ کافی تحقیقات اور رشی دیانند
سے دو بدو شنکا نوزت ہو جانیکا پھل تھا۔ وید۔ ویدک۔ (آریہ) سماج۔ ویدک سدھانت
اور وید آچاریہ رشی دیانند کی آپکے دل میں اسقدر عزت تھی جسے لوگ دیوانہ پن کی حد تک پہونچا
ہوا سمجھتے تھے۔ مگر یاد رکھئے کہ دنیا میں اگر کام کیا ہے تو اسی قسم کے دیوانوں نے !! !! !!

بلیدان | یہ بتایا جاچکا ہے کہ میرزا غلام احمد قادیانی نے جو کتابیں آریہ سماج کے خلاف الہام
کی امداد سے شائع کی تھیں اُنکے دندان شکن جواب پنڈت جی دے چکے تھے۔ یہہ بھی بتلایا گیا ہے
کہ میرزا صاحب نے گو اسلامی دائرہ سے کسیقدر قدم باہر نکال لیا تھا مگر اُنکی کتب قران وغیرہ پر مبنی تھیں
اور اسکا لازمی نتیجہ یہہ ہوا کہ مذہب اسلام کے پرخچے بھی ساتھ ہی ساتھ اُڑ گئے۔ پنڈت جی کی مختلف
زبردست تحریروں سے اسلامی دنیا میں تھلکہ پڑ گیا اور چند اور مسلمانوں نے بھی دل کے بخار
نکالنے شروع کئے۔ مگر آپ کب چوکنے والے تھے اُنکی بھی ایسی خدمت کی کہ ایک کہرام مچ گیا
دہلی وغیرہ میں عدالتہائے فوجداری کی پناہ لی گئی۔ خفیہ کمیٹیاں شروع ہوئیں اور قلم اور قانون
سے عاجز آکر قتل کی دہمکیاں دی جانے لگیں۔ یہ دیکھکر پنڈت صاحب بھی اپنے مشن میں

حد درجہ محو ہو گئے۔ ڈھونڈ ڈھونڈکر اسلامی اعتراضی کتابوں کی خبر لینی شروع کی۔ آریوں کی بار بار خوشامد درآمد کے باوجود بھی اپنی جسمانی حفاظت کی پروا نہیں کی۔ خود راقم نے اور دیگر ممبران آریہ سماج نے جب بہت تنگ کیا تو جواب دیا کہ بھائی تم مجھے کیا ڈراتے ہو۔ میں تو اب کابل سے ہوتا ہوا دیگر اسلامی ممالک میں ویدک دھرم کے پرچار کا ارادہ رکھتا ہوں۔ مرنا تو ایک نہ ایک دن ہی ہے میں اسلامی سپرٹ سے بخوبی واقف ہوں۔ بلاشک میں قتل یا مسموم ہونگا۔ پھر کیوں نہ جلد جلد جتنا کام ہو سکتا ہے ختم کر لوں۔ اپنی جسمانی طاقت کا اندازہ لگا کر آپ کہا کرتے تھے کہ دس بیس مسلمان میرا مقابلہ نہیں کر سکتے اسلئے بالمقابل مجھے کوئی خطرہ نہیں۔ رہی مکر و فریب کی کارروائی۔ اسمیں یہ لوگ پورے استاد ہیں۔ آپ خواہ کس قدر انتظام کریں۔ میں خواہ کستقدر احتیاط کروں۔ جب رشی دیانند کو بھی زہر دینے میں یہ لوگ کامیاب ہو گئے تو اور کی کیا حقیقت ہے۔ پس بیخوف اور نڈر ہوکر ہمیں زور سے کام کرنا چاہیئے۔ میری زندگی کا سب سے زیادہ مقدس مشن رشی کا جیون چرتر تیار کرنا ہے۔ اُسکے پراگندہ مصالحہ کو بھی اگر مینے ترتیب دے لیا تو میں اپنا کام کر چکا۔ اسکے بعد اگر وقت ملا تو صرف مستند تاریخ ہندوستان تیار کرونگا۔

یہہ مارچ کا مہینہ تھا اور سنہ ۱۸۹۷ء شروع ہو چکا تھا۔ آریہ سماج کرنال کا جلسہ ہو رہا تھا۔ عید منائی جا چکی تھی چھ تاریخ تھی اور وید پرچار کے لئے اپیل شروع ہونیکو تھا کہ لاہور سے ایک تار سرخ لفافہ میں بند کسی کی خونریزی کی خبر لئے ہوئے رائے ٹھاکر دت صاحب دھون کے پاس پہونچا۔ مسلمانوں کا جلسہ میں اسوقت خاص انبوہ تھا اور پنڈال کھچا کھچ بھر رہا تھا خبر یہ تھی کہ پنڈت صاحب کے پیٹ میں ایک مسلمان نے چھری بھونکدی ہے۔ ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے اور چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ دوبارہ تار کے ذریعہ تصدیق کرائی گئی اور افسوس کہ خبر درست معلوم ہوئی۔ اس دردناک واقعہ کے تفصیلی حالات چھپ چکے ہیں۔ اسلئے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ صرف اسقدر لکھنا کافی ہے کہ مسلمانوں میں ایک عید کی دو عیدیں ہو گئیں۔ جسکو دیکھو خوشی کے مارے جامہ سے باہر معلوم ہوتا تھا۔ مگر آہ یہ کمینہ خوشی جو بہت بڑی خفیہ سازش اور صریح مکاری سے حاصل کی گئی تھی نہ صرف مسلمانوں تک ہی محدود تھی بلکہ بعض سناتن دھرم سبھا کے لیڈر بھی بھی حصہ لیتے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔

الفطرت

(گذشتہ سے پیوستہ)

اونٹ ہی ایسا جانور ہے جو بے دانہ پانی کئی روز تک کام دے سکتا ہے۔ بے تکلف
رات دن کوسوں چلے جاتا ہے۔ کیوں نہ ہو بغل میں توشہ منزل کا بھروسہ مثل مشہور ہے
پنجے بھی سارے جانوروں سے نرالے ہیں۔ گویا پاؤں میں اسفنج کی جرابیں پہن رکھی
۔ بھلا گھوڑے یا ہرن کے سے سم ہوتے تو کیونکر ریت کے تودوں میں ایسا جلدی
ی قدم اٹھاتا؟ باگڑ کی آندھیاں ضرب المثل ہیں۔ منوں ریت ہوا میں اڑا پھرتا ہے
ٹ کو پلکیں لمبی لمبی جھالر دار ملی ہیں۔ گویا آنکھوں کی چلمنیں ہیں۔ نتھنے ایسے ملے
ہیں جب چاہتا ہے بند کر لیتا ہے اور ایک گٹکا رسا سامنے آجاتا ہے۔ منہ کے راستہ بھی
رد و غبار نہیں جا سکتا اوپر کا ہونٹ اتنا بڑا ہے کہ نیچے کے ہونٹ پر قفلی کے ڈھکنے کی
رح آیا ہوا ہے۔ مگر یہ پھٹا ہوا ہوتا ہے۔ کیوں؟ اسلئے کہ ہونٹوں کے چھوٹا بڑا ہونے سے
گھاس پھوس کے پکڑنے میں دقت نہ ہو۔

اسیطرح جہانتک دیکھوگے ہر جانور کے اعضا و قوا اسکی عادت کے موافق اور ضرورت
کیلئے کافی پاؤگے۔ اور جسم کی ساخت۔ عادت۔ ضرورت میں ایسی کامل مناسبت ہوگی کہ اگر
صرف عادت معلوم ہو تو باقی دو باتوں کا پتا لگا سکتے ہو۔ اور جسمانی ساخت جانتے ہو تو عادت
و ضرورت کا حال معلوم کر سکتے ہو۔ چنانچہ علم بیالوجی کے ماہر ایک جانور کی فزیالوجی سے
اسکی پیدائش۔ پرورش۔ بود و باش عادت۔ ضروریات زندگی وغیرہ تمام باتیں بتا سکتے ہیں

اچھا اب کوئی جانور لو مثلاً کور موش کو دیکھو یہ زمین کھودنے والا جانور ہے۔ تنگ و تاریک
بلوں میں رہتا ہے۔ پرندے ہوا میں اڑ کر۔ چرندے زمین پر اچھل کود کر اپنا پیٹ پال لیتے ہیں
وش زمین کے اندر گزوں سرنگ لگاتا چلا جاتا ہے اور اپنی غذا تلاش کر لیتا ہے۔ کبھی
... مستقل ... اکش چھ انچ کا قد ...

نتھنوں سے مطلق بیناز بنایا گیا ہے۔ زمین کھودنا۔ زمین کے اندر تاریک بلوں میں رہنا وہیں اپنی غذا حاصل کر لینا۔ جفاکش مستقل مزاج یہ سب اس جانور کی عادتیں ہیں۔ اب قیاس کرنا چاہیے کہ اس قسم کی طرز زندگی کے لئے کن باتوں کی ضرورت ہے اور یہ کہ اسکی جسمانی بناوٹ کیسی ہوگی؟

۱۔ اگر وہ روشنی و تاریکی میں آنکھوں سے یکساں کام لے سکتا۔ تو ہم یہ قیاس کرتے کہ اسکو بلی یا شیر کی سی بصارت ملی ہوگی۔ لیکن وہ شاذ و نادر زمین کے اوپر آتا ہے اور یہ ہمکو معلوم ہے کہ جن جانوروں کو روشنی سے مطلق واسطہ نہیں پڑتا یا سمندر کی تہ پر رہتے ہیں انکو قدرت سے بینائی نہیں ملی ہے۔ اسلئے ہمارا خیال ہے کہ اسکو بہت ہی کم بصارت دی گئی ہوگی۔

۲۔ وہ زمین کے نیچے ہی اپنی غذا بہم پہونچا لیتا ہے۔ جہاں نباتات یا بڑے حیوانات نہیں ہوتے۔ اسواسطے وہ زیادہ سے زیادہ کرم خور جانور ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہے کہ نکیلے اور سخت دانت رکھتا ہو؛

۳۔ زمین کھودکر سرنگ لگاتا چلا جاتا ہے یہ عادت اسکی فزیالوجی کا بہت زیادہ حصہ بتا دیتی ہے۔ اگلے پنجے چوڑے چھوٹی سی پھاوڑی کی شکل کے ہونگے۔ انپر کھال اور بے بال ہوگی پنجوں کے ناخن مضبوط۔ چوڑے مڑواں ہونگے۔ کندھے جسم میں اسطرح جڑے ہوئے ہونگے کہ مٹی کھودکر پھینکے تو دور پڑتی جائے اور بل نہ اٹنے پائے۔ بدن کا پچھلا حصہ ہلکا لنبا کمزور ہوگا۔ اور اگلا نصف دھڑ مضبوط۔ ناک سخت ہڈی دار ہوگی اور نتھنوں کے لئے کوئی ایسا انتظام ہوگا کہ مٹی نہ بھرنے پائے۔

۴۔ تنگ بلوں میں رہنے والا ہے اسکے لئے جسم گول ہونا چاہیے۔ کھوپڑی لمبی اور چپٹی سر اور شانوں کا دور اتنا چوڑا ہونا چاہیے کہ جہاں سے سر نکل جائے۔ باقی سارا جسم بھی نکل سکے۔ بدن پر باریک اور ملائم پشم درکار ہے؛

۵۔ اگر یہ صحیح ہے کہ بینائی کم ہے اور کرم خور جانور ہے تو ضرور ہے کہ قوت شامہ نے یا سامعہ نے اس کمی کو پورا کیا ہو؛

محمود دہمی نہایہ ہمبر

...سنقل مزاج دونوں عاد...

سبھی واقف ہوگا - اور دشمن سے بچنے کا بھی کوئی قابل اطمینان ذریعہ رکھتا
اسکے بعد اگر آپ کور موش کو دیکھینگے تو مشاہدہ ان تمام قیاسات کی تصدیق کر[...]
بیشک کور موش کا جسم گول ہوتا ہے - کھوپری چپٹی لمبوتری - ناک ہڈی دار [...]
کیطرح جب چاہتا ہے بند کر سکتا ہے - سونگھنے اور سننے کی قوتیں تو ضر[...] ہیے
آنکھیں ایسی چھوٹی چھوٹی [...]
معمولی روشنی ک[...]
بالکل آپکے قیا[...]

[...] نہ کر تو ہرگز یہ [...] قیمتی ہے

[...] باد ہو رہا ہے
[...]م کا آزاد ہو رہا ہے
دن ہو چکا دل اپنا ناشاد ہو رہا ہے
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

[...]یں عمر ہے ہے کیس طرح پر گنوائی
عیش و طرب میں غافل ناحق ہوئی خدائی
عقبےٰ کا غم نہیں کچھ دنیا نہ ہاتھ آئی
ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۴ - یہہ زندگی ہے اپنی اب تو برائے چندے
پورے کبھی نہ ہونگے دنیا کے کام دھندے
کچھ نیک کر کمائی مولے سے ڈر تو بندے
ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۵ - منظور بہتری ہے اپنی تو کر بھلائی
دن ڈھل چکا ہے بالکل لے دیکھ رات آئی
خلقِ خدا کی خدمت کیا خوب ہے کمائی
ضائع نہ کر تو ہرگز یہہ وقت قیمتی ہے

۶ یہ وقت قیمتی ہے سائیں کی سن صدا کو
کر اختیار دل سے تسلیم کو رضا کو
کر ترک خود پسندی اور یاد کر خدا کو
ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۷ قول و عمل سے دل سے ہر اک یہ مہرباں ہو
ہو اپنے ذہن کا پکا گو اک طرف جہاں ہو
مصروف زہد و طاعت و پاکی میں ہر زباں ہو
ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۸ اے جانیوالو ٹھہرو آتے ہیں پیچھے ہم بھی
کچھ وقت ملگیا ہے لے لیں ذرا تو دم بھی
بوجھوں سے ہم لدے ہیں اٹھتا نہیں قدم بھی
ضائع نہ کر تو ہرگز یہہ وقت قیمتی ہے

۹ اے میری روح اب اٹھ تیار ہو سفر کو
دھبہ بدی کا اپنے دامن سے جلد دھو لو
نقارہ اجل کا بجتا ہے اب نہ تو سو
ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۱۰ موسم خزاں ہے سر پہ مرجھائے پھول سارے
آتے نہیں نظر اب وہ خوشنما نظارے

نتھنوں۔ اسکاٹ صاحب کا قول ہے عالم موجودات میں دو چیزیں بھی ایسی نہیں ملسکتیں
وہیں اپنی ماں ہوں۔ اسکے خلاف ہم کہتے ہیں کہ تمام نیچر میں دو چیزیں ایسی بھی نہیں پائی
کرنا چاہئے بلکل مختلف ہوں۔ یہی دو صداقتیں جنکو اگر نیچرل سائنس کا علوم متعارف قرار
کیسی ہوگی اندھے جانہ ہوگا۔ منطق میں نوع وجنس کی تفریق اور بیالوجی میں بلحاظ ترکیب جسمانی

۱۔ اگر وہ روئے تقسیم اسی میں انکھوں سے بیسان ہے کہ ہوا سوا اس سے بھی زیادہ وسعت کے
یا شیر کی سی بصارت ملی ہوگی۔ لیکن وہ شاذ و نادر زمین کے اوپر آتا ہے ہے اسیطرح عقلی
کہ جن جانوروں کو روشنی سے مطلق واسطہ نہیں پڑتا یا سمندر کی تہ پر رہتے
سے بینائی نہیں ملی ہے۔ اسیلئے ہمارا خیال ہے کہ اسکو بہت ہی کم بصارت دی گئی ہوگی

۲۔ وہ زمین کے نیچے ہی اپنی غذا بہم پہونچالیتا ہے۔ جہاں نباتات یا بڑے حیوانات
ہوئے۔ اسواسطے وہ زیادہ سے زیادہ کرم خور جانور ہو سکتا ہے۔ اور ضرور ہے کہ
نکیلے اور سخت دانت رکھتا ہو؛

۳۔ زمین کھود کر سرنگ لگاتا چلا جاتا ہے یہ عادت اسکی فزیالوجی کا بہت زیادہ حصہ
بتادیتی ہے۔ اگلے پنجے چوڑے چوڑے چھوٹی سی پھاوڑی کی شکل کے ہونگے۔ انپر کھال
اور بے بال ہوگی پنجوں کے ناخن مضبوط۔ چوڑے مڑواں ہونگے۔ کندھے جسم میں اسطرح
جڑے ہوئے ہونگے کہ مٹی کھود کر بھینکے تو دور پڑ جائے اور بل نہ اٹنے پائے۔ بدن کا
پچھلا حصہ ہلکا لمبا کمزور ہوگا۔ اور اگلا نصف دھڑ مضبوط۔ ناک سخت ہڈی دار ہوگی اور
نتھنوں کے لئے کوئی ایسا انتظام ہوگا کہ مٹی نہ بھرنے پائے۔

۴۔ تنگ بلوں میں رہنے والا ہے اسکے لئے جسم گول ہونا چاہئے۔ کھوپڑی لمبی اور چپٹی
سر اور شانوں کا دور اتنا چوڑا ہونا چاہئے کہ جہاں سے سر نکل جائے۔ باقی سارا جسم بھی
نکل سکے۔ بدن پر باریک اور ملائم ریشم درکار ہے؛

۵۔ اگر یہ صحیح ہے کہ بینائی کم ہے اور کرم خور جانور ہے تو ضرور ہے کہ قوت شامہ نے
یا سامعہ نے اس کمی کو پورا کیا ہو؛

محدود دھی ہلہ جبر ... مزاج دونوں عادت ...

ضایع نہ کر تو ہرگز یہہ وقت قیمتی ہے

کرسچین گلوب سے ترجمہ کیا گیا

۱۔ نازک ہے زندگی کا رشتہ جناب عالی — خطرہ سے آدمی کی ہستی نہیں ہے خالی
کیوں پھر رہے ہو پھر تم اسطرح لاابالی — ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۲۔ اک گلہ باں کا خیمہ برباد ہو رہا ہے — دن ہو چکا دل اپنا ناشاد ہو رہا ہے
پابند رنج و غم کا آزاد ہو رہا ہے — ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۳۔ غفلت میں عمر ہے ہے کیس طرح گنوائی — عقبےٰ کا غم نہیں کچھ دنیا نہ ہاتھ آئی
عیش و طرب میں غافل ناحق ہوئی خدائی — ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۴۔ یہہ زندگی ہے اپنی اب تو ہے لئے چندے — کچھ نیک کر کمائی مولے سے ڈر تو بندے
پورے کبھی نہ ہونگے دنیا کے کام دھندے — ضایع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۵۔ منظور بہتری ہے اپنی تو کر بھلائی — خلق خدا کی خدمت کیا خوب ہے کمائی
دن ڈھل چکا ہے بالکل لے دیکھ رات آئی — ضائع نہ کر تو ہرگز یہہ وقت قیمتی ہے

۶ یہ وقت قیمتی ہے سائیں کی سن صدا کو — کر ترک خود پسندی اور یاد کر خدا کو
کر اختیار دل سے تسلیم کو رضا کو — ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۷ قول و عمل سے دل سے ہر اک یہ مہرباں ہو — مصروف زہد و طاعت و پاکی میں زباں ہو
ہو اپنے ذہن کا یکتا گو اک طرف جہاں ہو — ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۸ اے جانیو الو ٹھہرو آتے ہیں پیچھے ہم بھی — بوجھوں سے ہم لدے ہیں اٹھتا نہیں قدم بھی
کچھ وقت مل گیا ہے لالیں ذرا تو دم بھی — ضائع نہ کر تو ہرگز یہہ وقت قیمتی ہے

۹ اے میری روح اب اٹھ تیار ہو سفر کو — نقارۂ اجل کا بجتا ہے اب نہ تو سو
دھبہ بدی کا اپنے دامن سے جلد دہو لو — ضائع نہ کر تو ہرگز یہ وقت قیمتی ہے

۱۰ موسم خزاں ہے سر پہ مرجھائے پھول سارے — آتے نہیں نظر اب وہ خوشنما نظارے

طے کرلیا سفر کو کشتی لگی کنارے ضائع نہ کر تو ہر گز یہہ وقت قیمتی ہے

(آریہ گزٹ)

بندے ماترم

(بنگال کا قومی گیت مصنفہ بنکم چندر چٹرجی مرحوم مشہور ناولسٹ)

آہ! یہ جاں بخش پانی یہ ہوائے خوشگوار یہ تر و شاداب و شیریں میوہ ہائے خوشگوار
ٹھنڈی ٹھنڈی عطر میں مہکی ہوئی بادِ جنوب سبز کھیتوں کی فضائیں اور یہ میدانوں کی [illegible]

ظل شفقت ہو ترا اے مادرِ مشفق دراز
خاک پر کیا کیا تری تیرے مکینوں کو ہے ناز

اُف! یہ تیری چاندنی راتوں کا منظر خوشنما آہ! یہ اشجار یہ پھولوں کا زیور خوشنما
سو تبسم تیرے اندازِ تکلم پر نثار دل کو کرتی ہیں تری شیریں صدائیں بیقرار

سرزمینِ عیش ہے اے مادرِ دلسوز تو
آرزوں کی ہے بزمِ انبساط افروز تو

لاکھوں آوازیں ہیں تیرے گھر میں سرگرم خروش جاں نثار دیں ہیں لاکھوں تیرے دست سرفروش
تو جوانوں کی ہے ہمت تو دلیروں کی سپر کانپتے ہیں دشمنوں کے تیری ہیبت سے جگر
نور دانش تو فروغ جلوہ ایماں ہے تو دل ہے تو سرمایۂ صبر و شکیب جاں ہے تو

قوتِ بازو ہے میری مادرِ غمخوار تو
سینۂ پر غم میں ہے میرے نفس کا تار تو

تیرا دیو استھان دیوی! دل کے کاشانے میں ہر تیری تصویرِ مقدس ہر صنم خانے میں ہے
لچھمی تو ہے زمانے میں اُجالا ہے ترا ہر کنول کا پھول پانی میں شوالا ہے ترا
سرسبتی کا روپ ہے درگا کلہ اوتار تو نطق و دانش کی ہے دیوی مادرِ غمخوار تو

اُف! یہ سُندر چھب تری یہ سالونی صورت تری
دل کے مندر کی ہے زینت موہنی مورت تری

یہ تبسم ہائے شیریں یہ ادائے جاں نواز | آہ یہ شفقت بھری تیری صدائے جاں نواز
سبزہ خودرو کا گہوارہ ہے تیری سرزمیں | تختۂ خلد بریں ہے تیری خوش منظر زمیں
پاک گنگا جل سے بڑھکر ہے ترا آب طہور | تیرے پاکیزہ ثمر ہیں میوۂ شاخ سرور

آسماں کے نور کی ہے جلوہ گاہِ ناز تو
خُلد کی ہے پاک دیوی مادرِ ممتاز تو

(ترجمہ از انگریزی) (زمانہ)

ریویو

بھارت درپن یا مسدس کیفی

از شریمان پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی

یہ ایک نہایت موثر اور دلچسپ مسدس ہے جسمیں لائق نظم نگار نے بڑی قابلیت کیساتھ بھارت ورش کی گذشتہ عظمت۔ موجودہ تنزل اور آئندہ ترقی پر رقت انگیز و ولولہ خیز پیرایہ میں اپنے قلبی احساس کا اظہار کیا ہے۔ اس بیش قیمت کلام کے ایک ایک بند سے سادگی۔ بیساختگی اور عالی دماغ شاعر کی نازک خیالی عیاں ہے۔ ایک خاص خوبی اس نظم میں یہ ہے کہ جولانیٔ طبع یا شاعرانہ مبالغوں سے اپنی کلام کو موثر اور رنگین بنانے کی بجائے امور واقعی سے کام لیا گیا ہے۔ اور ہر ایک دعوے کی تائید میں فٹ نوٹ دیکر بڑے بڑے نامور محققوں اور تواریخ دانوں کی شہادتیں درج کی گئی ہیں۔ ابتدا میں ایک چار صفحہ کا مختصر سا مگر پُر مغز دیباچہ لکھا ہے جسمیں کہ استعارہ کے رنگ میں بھارت ماتا کو ایک دیرینہ مریض قرار دیتے ہوئے خاتمہ پر رشی سنتان سے ایک رقت انگیز اپیل کی گئی ہے۔ اس خیال سے کہ ہمارے ناظرین اس قابل قدر مسدس کی خوبیوں کا کچھ اندازہ لگا سکیں ہم ذیل میں چند بند بھارت ورش کے زمانۂ عروج کے متعلق درج کرتے ہیں:-

وہ دنیا میں گھر اولیں آدمی کا　　وہ مولد وہ منشا نفسِ اُنثی کا
سبب نوعِ انسان کی برتری کا　　وہ ملجاو ماوا جہاں میں سبھی کا

کہاں ہے وہ انسان کا مخزن کہاں ہے؟
وہ یہ آریہ ورت ہندوستاں ہے

زمانے میں جب جہل چھایا تھا یکسر　　تمدن تھا جب فہم عالم سے باہر
بنا تھا نہ جب غربی تہذیب کا گھر　　اودّیا کا تھا جب زمانے میں چکر

یہاں علم کی گرم بازاریاں تھیں
پھلی پھولی تہذیب کی کیاریاں تھیں

وہ وید مقدس کا نادر خزانا　　دفاتر میں عالم کے سب سے پرانا
جسے رتن ودیا کا معدن ہے مانا　　ہوا فیض یاب اُس سے سارا زمانا

ازل کی ہدایات کا وہ صحیفہ
سبق اولیں جسمیں ہے عقل کل کا

جو ویدوں کا پھیلا جہاں میں اجالا　　تو گیان اور گن کا ہوا بول بالا
دلوں سے جہالت کو یکسر نکالا　　ہر اک ضابطہ زندگی کا سنبھالا

گھٹا کفر اور جہل کی سے سر کی
کھلیں برہم ودیا سے آنکھیں بشر کی

زباں سنسکرت ایسی اعلیٰ نکالی　　زبانوں سے ہے جو جہاں کی نرالی
اسی رو کہ کی کل زبانیں ہیں ڈالی　　ہے لٹریچر اُسکی بلیغ اور عالی

زباں اہل یونان واٹلینٹس کی
بتاتی ہے تاریخ سچ ہے اِسکی

قیمت ۸؍

دفتر آریہ مسافر جالندھر شہر سے مل سکتا ہے

صیغہ آریہ پستک پرچار

...کردہ شریمتی آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کیطرف سے جو ہر ماہ دو نئے دلچسپ اور مفید ٹریکٹ شائع ہوتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ابتک مندرجہ ذیل اُردو۔ ہندی۔ اور انگریزی ٹریکٹ نکل چکے ہیں جنکی پبلک نے بڑی قدر کی ہے۔ جو مہاشے مستقل خریدار بننا چاہیں وہ عصہ سالانہ پیشگی قیمت ادا کرکے ہو سکتے ہیں اُنکے پاس ہر ماہ دو نئے ٹریکٹ بھیجے رہیں گے۔

۱ ...ئی زندگی۔ ۲ پرماتما کی سرودیاپکتا۔ ۳ مہرشی دیانند کی تعلیم نمبر ۱۔ ۴ مہرشی دیانند کی تعلیم نمبر ۲

۵ بائیبل کو کس نے لکھا۔ ۶ انسانی زندگی کا مقصد۔ ۷ اخلاقی و روحانی صحت۔ ۸ موروثی برہمن اور بھوشیہ پوران

۹ قدیم آریہ ورت میں فن تحریر۔ ۱۰ بھوشیہ پوران میں عیسیٰ مسیح و محمدؐ۔ ۱۱ انسانی سوسائیٹی کی بناوٹ۔

۱۲ مہورت پھل۔ ۱۳ تندرستی اور خوشی کا اصلی مخزن۔ ۱۴ قرآنی آیتوں کا شان نزول۔ ۱۵ جوہر تہذیب

۱۶ کیا پرمیشور اوتار دھارن کرتا ہے؟ ۱۷ دنیا میں گناہ کہاں سے آیا؟ ۱۸ یگیہ قربانی نہیں ہے

۱۹ سورج کی روشنی میں سات رنگ۔ ۲۰ دہن کا ڈاہ۔ ۲۱ بدرجی کی نصائح دلپذیر۔ ۲۲ روحانی زندگی کی حقیقتیں

۲۳ ویدک دھرم کا مہتو (ہندی)، ۲۴ بیوٹیز آف ویدک دھرم (انگریزی)

ملنے کا پتہ۔ مندرجہ بالا کتب منیجر کارخانہ آریہ مسافر جالندھر شہر سے مل سکتی ہیں۔

قابل دید اور دلچسپ کتابیں

جنکا

ہر ایک متلاشی حق کیلئے ازبس ضروری ہی

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
بھارت درپن خریدار رسالہ آریہ مسافر سے	۸/ ۶/	فلسفہ عبادت	۸
کلیان مارگ	۵/	برہدارنیک اپنشد کا اردو ترجمہ	۱۰/
اثبات تناسخ	۳/	دستارپوریک سندھیاودھی	۵/
دی جج	۴/	ملہان وید و قرآن کی سوانحعمریوں کا مقابلہ	۳/

ملنے کا پتہ ۔ مندرجہ بالا کتابیں منیجر کارخانہ آریہ مسافر جالندھر شہر سے ملسکتی ہیں۔

سے پورے اور لخت جگر ہو۔ تم نہ صرف اپنی ماں کی انش ہو۔ فقط اس خیال سے کہ بعض
امور کے تعلق سے خدا نے تمہاری ماں کے اندر تمہارے اعضا کو بنایا اور پرورش کیا
بلکہ تمہارا باپ بھی تمکو پیار کرتا ہے۔ کیونکہ تم اسکی انش بھی ہو۔ غالباً تمنے بائیبل میں
خاوند اور جورو کے تعلقات کی نسبت پڑھا ہوگا۔ وہاں لکھا ہے کہ وہ دونو ملکر
ایک تن ہو گئے اسلئے تمہارے ماں باپ تمہارے ذریعہ ملکر ایک ہو جاتے
ہیں۔ اور اس طور پر اپنے بھائی بہن کے ساتھ بھی یگانگت کا رشتہ قائم ہو جاتا ہے
اور خاندان کے سارے شرکا ملکر ایک ہی رشتہ میں منسلک ہو جاتے ہیں ؞

میں پیشتر ذکر کر چکا ہوں کہ خلقت کے بعد نسل کا سلسلہ انڈے سے شروع
... ڈے کے رقبہ رصادق آتا ہے۔ مگر عورت کے اندر جو تخم ہے وہ
... کے و کیسے نظر آسکتا ہے۔ مرد کے نطفہ میں
... ات ہیں ... آتا ہے۔ اور
...

اپنی خوراک کو حاصل کرتا رہتا ہے۔ خوراک لیجانیوالی نالیاں یہاں بچہ کے جسم میں داخل
ہوتی ہیں۔ اس مقام کو ناف کہتے ہیں۔ جب دنیا میں زندگی بسر کرنے کے لیئے
بچہ کی حالت پختہ ہو جاتی ہے۔ تو اس تن کوٹھری کا دروازہ جسکو رحم کہتے ہیں کھل جاتا
ہے۔ اور بچہ پیدا ہو جاتا ہے۔ جس ڈولی سے وہ ماں کے ساتھ بندھا ہوا ہوتا ہے
وہ کاٹ دیجاتی ہے۔ جب بچہ پہلی مرتبہ سانس لیتا ہے۔ تو وہ رونے کی آواز نکالتا
ہے۔ پھر اسکو غسل دیکر صاف کیا جاتا ہے اور کپڑے میں لپیٹا جاتا ہے +

انسان کی زندگی کا شروع کیسے عجیب وغریب طور پر ہوتا ہے۔ اس تمام
معاملہ میں خدا نے ایسا عجیب راز رکھا ہے کہ اسکو بڑے سے بڑا حکیم بھی کماحقہ نہیں
سمجھ سکتا۔ میں نے اس خط میں اور اپنے گذشتہ
ٹھیک ٹھیک اور تسلی بخش
تنتے انی

سے پورے طور پر واقف ہو جاؤ۔ تاکہ تم پیشتر ہی سے اس قبیح عادت کی ماہیت
اور اسکے نتائج سے واقف ہو کر اس سے بچے رہو۔ کیونکہ یہہ ایک ایسی برائی ہے
جسمیں پچیس تیس سال کے جوان آدمی بھی اپنی ناواقفیت کی وجہہ سے پھنس جاتے
ہیں۔ اس معاملے میں پیشتر آگاہ ہونا گویا پہلے ہی سنبھل بیٹھنا ہے۔ ہر ایک
چھوٹے لڑکے کو اچھی طرح سے اس مضمون سے واقف ہونا چاہیئے۔ کیونکہ
وہ لڑکے بھی جنکے خیالات اور زندگی کو بیرونی خراب تاثیرات سے محفوظ رکھا
جاتا ہے۔ کسی اندرونی جسمانی حالت کی وجہہ سے مقامی خراش اور بیماری
میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اگر ناواقفیت کی وجہہ سے یہہ حالت مدت تک قائم
لڑکے رفتہ رفتہ اس ناپاک عادت میں پختہ ہو جاتے ہیں
کے دماغ میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ بلکہ
خوفناک عادت

کی نسبت شبہات ظاہر کرنے لگ جاؤ گے۔ جو خوشی تمکو اچھی کتابوں دینی تعلیم سنڈے سکول کی حاضری کتاب مقدس کی تلاوت اور گرجا کی عبادت اور تمام اچھی باتوں میں حاصل ہوا کرتی تھی وہ بہت جلد جاتی رہیگی۔ تمہارے دل کی حالت ایسی ہو جائیگی کہ تم نافرمانبردار بدمزاج اور بیہودہ بکواس کرنے والے بن جاؤ گے اچھی باتوں سے تمہارا اعتقاد اُٹھ جائیگا۔ اور تم رفتہ رفتہ مسیح کی صورت سے ہٹ کر زیادہ زیادہ شیطان کیطرح ہوتے جاؤ گے۔ غرض اس شرمناک بُرائی سے سب سے پہلے تمہاری اخلاقی طاقت بگڑ جاتی ہے۔ جب کبھی تم کسی لڑکے یا آدمی کو خدا اور اسکے کلام کے خلاف اپنے شکوک ظاہر کرتے یا بیہودہ بکتے دیکھو۔ یا پاکیزگی اور نیکی کے خلاف بولتے سُنو۔ تو جان لو کہ وہ کسی نہ کسی خفیہ یا برملا گناہ یا بدی میں مبتلا [illegible]
[illegible] اخلاقی طینت متاثر ہو کر اسکے دل کو گند [illegible]
اگر اس خفیہ [illegible] کا اثر [illegible]